بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

مئی ۱۹۷۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچّوں اور بچّیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

جلد ۱۴	ہجرت ۱۳۵۰ھش	مئی سنہ ۱۹۷۱ء	شمارہ ۵

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

نائبین

منیر الدین شمس ✱ ظفر احمد سرور ✱ مظفر احمد منصور

کتابت :- حمید الدین

سالانہ چندہ :- ۵ روپے	فون نمبر ۴۸	ہوائی ڈاک :- ۱۸ روپے	
فی پرچہ :- ۵۰ پیسے		سمندری ڈاک :- ۸ روپے	

پبلشر :- محمد شفیق قیصر ❊ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر تشحیذ الاذہان دار الصدر جنوبی ربوہ ❊ رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محفلِ تشحیذ

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مئی کا مہینہ ہماری جماعت میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی ماہ ہمارے سلسلہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ اور اسی مہینہ میں ہی آپ کی وفات کے بعد جماعت میں خلافت کا نظام قائم ہوا۔ اس مناسبت سے ایک مضمون دیا جارہا ہے امید ہے بچے اسے توجہ سے پڑھیں گے۔

ہمارا ملک اس وقت جن حالات سے گزر رہا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہیں۔ پس آپ اپنے پیارے وطن کے لئے کثرت سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو دشمنوں کی ہر قسم کی سازشوں سے ہر طرح محفوظ رکھے۔

سالنامہ کے متعلق اکثر بچوں نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ جونہی حالات نے اجازت دی سالنامہ کی کمی کو پورا کریں گے۔

بھائی جان

ترتیب

	صفحہ
• سب سے بڑی دولت	۳
• ۲۷ مئی کی اہمیت	۵
• آپ کا خط ملا	۷
• میرے بچپن کا دلچسپ واقعہ	۹
• وطن کا مجاہد (نظم)	۱۱
• اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو	۱۲
• عظمتِ قرآن مجید	۱۳
• ڈائنامائٹ سے خطرناک	۱۵
• دوربین	۲۰
• بزرگوں کا ادب	۲۳
• چور کے پاؤں نہیں ہوتے	۲۵
• امجد کا کردار	۲۸
• ننھی منی کہانیاں	۳۱
• ننھے ادیب	۳۷
• اطفال الاحمدیہ کی خبریں	۴۴
• ادلے کا بدلہ	۴۷
• اعلانات	۴۸

اور

اس کے علاوہ اور بہت کچھ!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے بڑی دولت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ایک دولت عطا کی ہے جو سب دولتوں سے بڑی دولت ہے۔ اگر ساری دُنیا کی دولتیں جمع کی جائیں تو اُس دولت کے مقابلہ میں ایک ذرّہ کے برابر بھی ان کی حیثیت نہیں۔ وہ دولت کیا ہے؟ وہ ہے زندہ خدا پر زندہ ایمان۔ یعنی دل سے اِس بات پر ایمان رکھنا کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ دنیا اور اس کی ایک ایک چیز اُسی نے پیدا کی ہے۔ وہی تمام جہانوں کا خالق اور مالک ہے۔ اُسے سب قدرت حاصل ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی چیز بھی اُس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں۔

اُس کے قادر ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سُنتا اور ان کا جواب دیتا ہے۔ اسلام کا خدا ہی زندہ اور قادر خدا ہے۔ آج اَور کوئی مذہب نہیں جو زندہ اور قادر خدا پر ایمان لانا سکھاتا ہو۔ اسلام کے سوا تمام مذاہب جو خدا پیش کرتے ہیں وہ نہ دعائیں سُن سکتے ہیں اور نہ انہیں قبول کر کے انہیں پورا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس بات کو مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"دُنیا میں جس قدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سُنتا ہو۔ کیا ایک ہندو ایک پتھر کے سامنے بیٹھ کر یا درخت کے آگے کھڑا ہو کر یا بیل کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کہہ سکتا ہے کہ میرا خدا ایسا ہے کہ میں اس سے دعا کروں تو یہ مجھے جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ایک عیسائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے یسوع کو خدا مانا ہے، وہ میری دعا کو سُنتا اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا صرف ایک ہی خدا ہے جو اسلام کا خدا ہے، جو قرآن نے پیش کیا ہے، جس نے کہا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھے پکارو مَیں تمہیں جواب دوں گا۔ یہ بالکل سچّی بات ہے کہ کوئی ہو جو سچّی نیّت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے آخر اس کی دعاؤں کا جواب اسے ضرور دیا جائے گا۔"

(الحکم ۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء)

پس احمدی بچّوں کو اِس دولت کی قدر کرنی چاہیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندہ خدا پر زندہ ایمان کی شکل میں انہیں عطا کی ہے۔ انہیں محنت اور کوشش کے ساتھ ساتھ خوب دعائیں مانگنی چاہئیں۔ جب بھی کوئی کام کرنے لگیں تو اُس میں کامیابی کے لئے ضرور دعا کریں۔ ہمارا خدا جو زندہ خدا ہے اُن کی دعاؤں کو سُنے گا اور انہیں کامیاب کرے گا۔

سب بچّوں کو معلوم ہے کہ آجکل ہمارے ملک کو ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر تُلا ہُوا ہے۔ اِس لئے بچّوں کو بڑی کثرت کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے ملک کی خود حفاظت فرمائے اور اسکے دشمنوں کی تمام تدبیروں کو خاک میں ملا دے۔

اللہ تعالیٰ سب بچّوں کو اپنے مالکِ حقیقی کے حضور دعائیں کرنے اور ہر کام میں اُسی سے مدد مانگنے کی توفیق عطا فرمائے تا وہ اُس کے پیارے بندے بن کر دین اور دُنیا دونوں میں کامیاب ہوں۔ آمین ؂

---

۲۷ مئی کی اہمیّت

بقیہ صفحہ ۶

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؂

(م۔ ش۔ ق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۷ مئی کی اہمیت

پیارے بچّو! جماعتِ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیّت حاصل کرنا بھی آپ کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اس غرض کے پیشِ نظر ہم گاہے گاہے تشحیذ میں مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔ امید ہے احمدی بچّے ان مضامین کو بار بار پڑھیں گے تاکہ انہیں جماعت کی تاریخ کے واقعات ازبر ہو جائیں۔

اس مضمون میں ۲۷۔ مئی کی اہمیت کے متعلق آپ کو بتایا جا رہا ہے۔ یاد رکھو آج سے ترسٹھ سال پہلے ۲۷۔ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا آغاز ہوا۔ ہمارے آقا سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پہلے ہی بتا دیا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ میں خلافت قائم فرمائے گا، یعنی قیامت تک آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوتے رہیں گے، جو آپ کے کام کو جاری رکھیں گے اور اس طرح ان کی کوششوں سے تمام دُنیا میں تبلیغِ اسلام کا کام جاری رہے گا اور انشاء اللہ وہ دن بھی آئے گا جب تمام دُنیا میں اسلام غالب آجائے گا۔

آج سے ترسٹھ سال قبل ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا وصال ہوا، اور اس سے اگلے روز یعنی ۲۷۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے حضرت الحاج مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے۔ اس طرح جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق خلافت کا بابرکت نظام قائم ہوا۔ حضرت الحاج مولانا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ سال تک خلافت کے منصب پر فائز رہے۔ آپ کے دَور میں بھی تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں بڑے بڑے کام ہوئے۔ انگلستان کا تبلیغی مشن آپ ہی کے زمانہ میں قائم ہُوا۔ آپ نے ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو وفات پائی اور آپ کی جگہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے بڑے بیٹے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کے زمانہ میں تمام دُنیا میں تبلیغِ اسلام کے مشن قائم ہوئے۔ دُنیا کے بہت سے ملکوں میں عظیم الشان مسجدیں بنیں جہاں سے دن میں پانچ دفعہ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

آپ کے زمانے میں یورپ اور افریقہ کی کئی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہُوا۔ ربوہ کی بُنیاد بھی آپ ہی کے دورِ خلافت میں رکھی گئی۔ آپ تقریباً باون سال تک منصبِ خلافت پر فائز رہے۔ نومبر ۱۹۶۵ء کو آپ کا وصال ہُوا۔ اور آپ کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کی تائید سے خلیفہ بنے۔

یہ خلافت ہی کی برکت ہے کہ جماعتِ احمدیہ اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ہاتھ پر جمع ہے اور وہ متحد اور متفق ہو کر اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے قربانیاں کر رہی ہے۔ اسلام کا پیغام ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ الغرض دُنیا کے کونے کونے میں پھیل رہا ہے۔

چونکہ ۲۷۔ مئی کو جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہُوا اِس لئے ہم ہر سال ۲۷۔ مئی کو "یومِ خلافت" مناتے ہیں۔ اس دن جماعتی انتظام کے تحت ہر جگہ جلسے کئے جاتے ہیں اور ان جلسوں میں خلافت کی اہمیّت اور ضرورت کو واضح کیا جاتا ہے تاکہ ہم اس بابرکت نظام کو سمجھیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھیں۔ اور یہ دن ہمیں اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ خلیفۂ وقت کی اطاعت کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے اسلام کے لئے قربانیوں کے عہد کو دوہراتے چلے جائیں۔ احمدی بچّوں کو چاہیئے کہ وہ بھی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپکا خط ملا

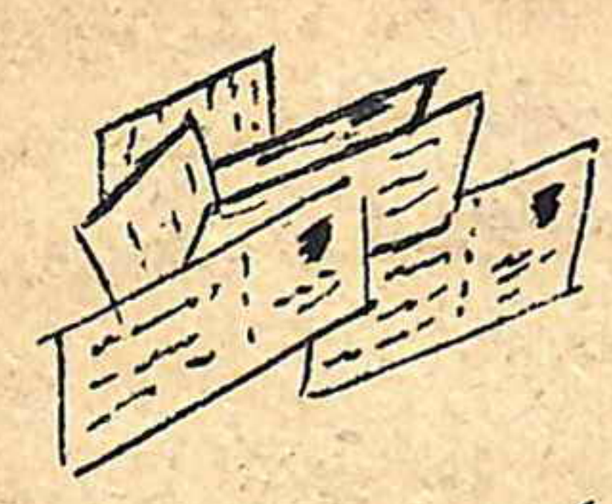

دو امور کی تصحیح کی طرف آنمکرم کی توجہ مبذول کروانے کی جسارت کر رہا ہوں :-

(۱) غالباً جنوری ۱۹۷۱ء کے تشحیذ میں حضرت مصلح موعودؓ کا شعر ؎

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا راہنما ہے

چوکھٹہ میں شائع کر کے اُسے حضرت مسیح موعودؑ سے منسوب کیا گیا ہے حالانکہ یہ شعر دراصل کلامِ محمود کا ہے درثمین کا نہیں۔

(۲) مارچ ۱۹۷۱ء کے تشحیذ میں ۲۳ مارچ کو "یومِ مسیح موعودؑ" قرار دیا گیا ہے حالانکہ موجودہ تحقیقات کی رُو سے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے سلسلہ بیعت کا آغاز ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو فرمایا تھا چنانچہ گزشتہ دو تین سالوں سے یومِ مسیح موعودؑ ۲۲ مارچ ہی کو منایا جاتا ہے اور اخبار الفضل میں نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے اِس امر کا باضابطہ اعلان شائع ہو چکا ہُوا ہے۔

(خاکسار نذیر احمد خادم نائب مدیر ماہنامہ 'خالد' ربوہ)

بزمِ تشحیذ میں پہلی بار شامل ہو رہی ہوں پہلے تو اس کا مجھ کو پتہ نہ تھا مگر جب مَیں نے اپنی سہیلی سے اس ماہ کا شمارہ لے کر پڑھا تو مَیں بہت خوش ہوئی۔ تشحیذ کیا تھا کلیوں اور چنبیلیوں کا گلدستہ تھا۔ مَیں تو حیران رہ گئی۔ یہ بچّوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک بہترین رسالہ ہے جس کا شمار پاکستان کے بہترین رسالوں میں ہوتا ہے۔ اس کو ترتیب دینے اور پھولوں کو جڑنے کے لئے بہت سی کاوشیں ہیں جن میں آپکی محنت قابلِ ذکر ہے۔ مَیں عنقریب ہی اس کی سالانہ خریدار بننے والی ہوں۔

(امۃ الحی۔ محمد آباد اسٹیٹ)

ماہِ اپریل کا تشحیذ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ٹائیٹل بہت اچھا تھا۔ کافی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرصہ سے مَیں تشحیذ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ خدا کا ڈر۔ بُری عادتیں چھوڑنے کا زمانہ اور سب سے بڑا سہارا بہت پسند آیا۔ خدا کرے ہمارا رسالہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔

(ناصر محمود اقبال۔ کنری پاک)

تشحیذ اِس دفعہ بہت پیارا تھا۔ ٹائیٹل پر حضرت مسیح موعودؑ کی خوبصورت تصویر۔ اِس شمارہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام اور دعا کا مُعجزہ مجھے بہت پسند آئی۔ نظم زندہ رہے گا ربوہ ہمارا بھی بہت پیاری لگی۔ خدا کرے ہمارا تشحیذالاذہان دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔

(خواجہ بشیر احمد۔ دارالیمن ربوہ)

مارچ کے رسالہ کے صفحہ اوّل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو دیکھ کر کتنی ہوئی بیان سے باہر ہے۔ میری رائے ہے کہ ہمیشہ صفحہ اوّل پر سلسلہ کے بزرگوں کے فوٹو دیا کریں تاکہ ایمان تازہ ہوتا رہے۔

(احمد حسین خان مجاہد۔ بالاکوٹ ہزارہ)

ماہ مارچ کا تشحیذ ملا پڑھ کر اِس قدر خوشی ہوئی کہ مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ اسکو دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا کہ گویا ہمیں ایک ایسا خزانہ مِل گیا ہے جو کہ ہمارے لئے بے بہا چیزیں سموئے ہوئے ہے۔ اس کا ایک ایک مضمون اور صفحہ قابلِ ستائش ہے۔ میری طرف سے اس بہترین تحفہ کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

مزاحیہ کہانیوں میں سے مور اور ٹارچی پسند آئی۔ اس کے علاوہ چوری کی سزا۔ لالچی ڈاکٹر اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ایک نصیحت بھی اچھی تھیں۔ اللہ تعالےٰ تشحیذ کو ہر لحاظ سے ترقی بخشے۔ آمین۔

(نصیر احمد رانا۔ ڈسکہ)

تشحیذالاذہان دیکھا دل کو انتہائی خوشی ہوئی۔ اس شمارہ میں اطاعت والدین اور ماں کی عظمت کہانیاں مجھے بہت پسند آئیں۔ اسی طرح نظم خدا سے پیار کرنیوالے بھی دل کو لگی۔ مَیں اس رسالہ کا بڑی بے چینی سے ہر مہینے انتظار کرتا ہوں۔ میری تو یہی دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہمارے اِس پیارے رسالہ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ میری طرف سے اِس قدر دلچسپ رسالہ پیش کرنے پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

(خواجہ منیر احمد محلہ دارالیمن ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موٹا بستہ

میرے بچپن کا دلچسپ واقعہ

(مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب دھلوی۔ ربوہ)

میرے والد صاحب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب صحابی دہلوی مجھے پہلی جماعت میں داخل کرانے کے لئے گلی قاسم جان میں لے گئے ہماری رہائش دہلی میں (قاضی کا حوض کوچہ پنڈت) سید احسن کے کٹڑا میں تھی۔ میرا نام پہلی جماعت میں داخل کروا دیا گیا۔ اس وقت میرے پاس تختی قلم دوات اور اُردو کا قاعدہ تھا۔ جب چھٹی ملی تو مَیں نے دیکھا کہ لڑکوں کے پاس بڑے بڑے بستے ہیں اور میرے پاس صرف ایک قاعدہ۔ مَیں نے دل میں سوچا کہ کل سے مَیں بھی موٹا سا بستہ بنا کر لاؤں گا۔ جب لڑکے مجھے دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ یہ بھی کسی بڑی کلاس میں پڑھتا ہے۔

دوسرے دن صُبح والد صاحب تو گھر سے باہر اپنے کام کے لئے چلے گئے اور مَیں نے والد صاحب کی الماری کھول کر اس میں سے احمدیہ جنتری محمد یامین صاحب والی اور الفضل کا پرچہ اور اسلامی اصول کی فلاسفی نکال کر اور پھر قرآن شریف کا جزدان لے کر اُس میں رکھ لئے اور قاعدہ بھی اُسی میں رکھ لیا اور بڑا خوش خوش اسکول کا رستہ لیا۔ جب مَیں اسکول پہنچا تو ماسٹر صاحب آئے ہوئے تھے اور مَیں بھی کلاس میں بیٹھ گیا۔ ماسٹر صاحب نے سب لڑکوں سے کل کا سبق سُنا اور میرے پاس بھی آئے اور مَیں نے بھی اپنا سبق "ا ب پ" سُنا دیا ماسٹر صاحب نے میرا موٹا بستہ دیکھا تو فرمانے لگے کل سکول آئے ہو اور آج اتنا موٹا بستہ۔ ادھر دکھاؤ کیا ہے؟ مَیں نے ڈرتے ڈرتے اپنا بستہ ان کے آگے بڑھا دیا۔ انہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے بستہ کی تلاشی لی اور سب کتابیں نکال لیں اور پڑھنے لگے۔ پھر مجھے اگلا سبق دے کر یہ کہتے ہوئے وہ کتابیں لے گئے کہ چھٹی کے وقت تمہیں یہ کتابیں ملیں گی۔ سردیوں کے دن تھے صبح نو بجے سے شام تین بجے تک سکول لگتا تھا۔ ماسٹر صاحب نے تینوں کتابیں پڑھ لیں اور چھٹی کے وقت یہ کہتے ہوئے کہ کل یہ نہ لانا اور دوسری کتابیں لانا میرے بستہ میں رکھ کر باندھ دیں۔ عاجز پھر والد صاحب سے آنکھ بچا کر دوسری کوئی کتاب اور الفضل کا پرچہ رکھ کر لے گیا۔ غرضیکہ روزانہ ہی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور لے جاتا اور ماسٹر صاحب بچوں کو سبق دے کر سارا دن ڈیکس میں رکھ کر چپکے چپکے پڑھتے رہتے۔ میں نے الماری میں والد صاحب کی کتابوں کے رنگ اور موٹائی اور جلدوں سے پہچان قائم رکھی اور تمام ہی کتابیں ماسٹر صاحب کو پڑھا دیں۔ ایک دن ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ کل اپنے ابا جان کو سکول بلا کر لانا۔ اس پر میں بہت ہی خوفزدہ ہوا اور سمجھا کہ شاید میری شکایت نہ کریں۔ خیر میں نے ڈرتے ڈرتے دوسرے دن صبح سکول چلنے سے قبل والد صاحب سے عرض کیا کہ آج ماسٹر صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔ والد صاحب نے فرمایا کہ کیوں؟ تم نے کوئی شرارت کی ہوگی یا سبق یاد نہیں کر کے جاتے ہوگے۔ اس پر عاجز نے عرض کیا کہ میں سبق تو روز یاد کرتا ہوں بے شک سن لیں۔ ہاں مجھ سے ایک غلطی ضرور ہوتی رہی ہے اور وہ یہ کہ آپ کی تمام کتابیں اور احمدیہ جنتری اور الفضل کا پرچہ روزانہ میں سکول لے جاتا تھا اور ماسٹر صاحب تمام دن بیٹھے پڑھتے رہتے تھے۔ آج تقریباً تمام کتابیں ختم ہو چکی ہیں اب میرے پاس کوئی اور کتاب نہیں تھی جو انہیں پڑھانے کے لئے لے جاتا۔ خیر والد صاحب رضامند ہو گئے اور ہمراہ تشریف لے گئے۔ جب سکول پہنچے تو میرے والد صاحب سے میرے استاد منیر خاں صاحب نے باتیں کرنی شروع کر دیں اور میں قاعدہ کھول کر بیٹھ گیا اور کان ماسٹر صاحب کی طرف لگا دیئے انہوں نے والد صاحب سے دریافت کیا کہ دہلی میں آپ کی جماعت کی کوئی تنظیم ہے اور نمازیں کہاں پڑھتے ہیں اور کوئی میٹنگ بھی ہوتی ہے۔ والد صاحب نے سب کچھ بتایا۔ پھر ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ جمعہ کو آپ مجھے بھی نماز میں ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیتے چلیں۔ والد صاحب جمعہ اور اتوار کی میٹنگ میں ماسٹر صاحب کو لے جاتے رہے۔ اس پر ایک دن ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ نمازیں۔ اذان۔ قرآن اور تقریریں سب مسلمانوں کی طرح ہیں بالکل ہی کوئی فرق نہیں پھر لوگ آپ کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ اس پر مزید تشریح کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اور پھر آپ کی تمام کتابیں پڑھی ہیں ان میں بھی اسلام سے باہر کوئی نئی چیز نہیں دیکھی اور میری تسلّی ہو گئی ہے۔ آپ میری بیعت کا خط لکھ دیں۔ اور جب قادیان جائیں تو مجھے بھی ساتھ لے کر چلیں۔ پھر بڑی بیقراری سے جلسہ سالانہ کا انتظار کرنے لگے۔ خدا خدا کر کے جلسہ کی تاریخ آئی تو والد صاحب ماسٹر صاحب کو ہمراہ لے کر قادیان شریف آئے اور جلسہ سنا اور یہاں کے حالات دیکھے اور پھر تو اطمینانِ قلب ہو گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ پھر ہر سال جلسہ پر آیا کرتے تھے۔ بیعت کرنے کے بعد تیسری جماعت کے ماسٹر صوفی صاحب اور چہارم کے ماسٹر محمد سلیم صاحب کو بھی احمدیت کی کتابیں دکھاتے تھے اور اشارۃً تبلیغ کرتے تھے مگر ان دونوں نے توجہ نہیں دی اور کہنے لگے کہ تم ہی پڑھو اور قادیانی بنو۔

غرضیکہ پانچ سال کی عمر میں سکول میں داخل ہوتے ہی موٹے بستہ کی برکت سے ماسٹر صاحب کو تبلیغ ہو گئی اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

وطن کا مجاہد

میرا نام راشد ہے سب جانتے ہیں
مَیں اپنے وطن کا مجاہد بنوں گا
میرا کام بے تیغ و شمشیر لڑنا
مَیں سچّا مسلمان زاہد بنوں گا
شجاعت، صداقت، دیانت کے بل پر
مَیں ملّت کا اِک فردِ واحد بنوں گا
مجھے ناز ہے اپنی ہمّت پہ یارو
مَیں اپنے زمانے کا قائد بنوں گا

(راشد افضل بٹ۔ کویت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو...

(نیک محمد۔ ربوہ)

مُنّے کی والدہ کو بیمار ہوئے آج ساتواں دن تھا۔ سبھی گھر والے پریشان اور سہمے سہمے نظر آ رہے تھے۔ مُنّے کے ابّا ہر ملنے والے سے مریضہ کی کیفیت بیان کرتے تھے درجنوں ادویات آزمائی جا چکی تھیں لیکن بیماری کا زور ٹوٹنے میں نہیں آتا تھا۔ اسی طرح دو دن اور گزر گئے۔ مُنّے کی والدہ کی حالت اب تشویشناک حد تک خطرناک تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی امیدوں پر بھی پانی پھرتا ہؤا نظر آ رہا تھا۔ آخر ڈاکٹر صاحب اپنے نسخہ جات کے استعمال سے فائدہ کی بجائے نقصان ہونے پر مریضہ کے بارے میں ناامید ہو گئے اور انہوں نے صاف طور پر یہ کہہ دیا کہ اب کوئی علاج فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ مُنّے کے ابّا سخت مغموم تھے انہوں نے مُنّے کو بُلایا اور اُسے اللہ میاں کے حضور دعا کے لئے کہا کہ پیارے مُنّے! اپنی امّی کے لئے شافی خدا کے حضور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ جلد کامل صحت عطا فرمائے تاکہ وہ پھر سے تمہیں اچھے اچھے کپڑے خرید کر دیں اور تمہیں سکول جانے کے لئے اچھا سا قلم خرید دیویں۔ دیکھو تو ذرا تمہاری امّی کس طرح چارپائی پر پڑی ہیں۔ کسی سے بات بھی نہیں کرتیں۔ شام کو مُنّا اپنے بستر پر لیٹا ہؤا اپنے رب کے حضور ننھے مُنّے ہاتھ اُٹھائے ہوئے اپنی پیاری امّی کی صحت یابی کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ اسیطرح دعا مانگتے مانگتے وہ نیند کی وادی میں جا پہنچا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ اس کی امّی بالکل صحت مند اسے ایک خوبصورت پن دے رہی ہیں اور مُنا ان کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔ اچانک گھڑی کے الارم سے اس کی آنکھ کھُل گئی۔ فوراً امّی

(باقی صـ۲۲ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عظمت و تیرہ قرآن مجید

(داؤد احمد طاہر۔ گنج مغلپورہ لاہور)

قرآن مجید خدائے عزّ وجلّ کی طرف سے وہ آخری اور اکمل ترین شریعت ہے جو سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید ایک عالمگیر کتاب ہے جو کسی ایک قوم یا کسی خاص ملک کے لئے نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ کیا یہودی۔ کیا ہندو۔ کیا پارسی سب اس کے مخاطب ہیں۔ پہلی الہامی کتب مختص القوم تھیں مگر قرآن مجید ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کے لئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن سے پہلی سب کتابیں مختص القوم کہلاتی تھیں یعنی صرف ایک قوم کے لئے آئی تھیں۔ چنانچہ شامی، فارسی، ہندی، چینی، مصری، رومی یہ سب قومیں تھیں جن کے لئے جو کتابیں یا رسول آئے وہ صرف اپنی قوم تک محدود تھیں دوسری قوم سے ان کا کچھ تعلق اور واسطہ نہ تھا مگر سب کے بعد قرآن شریف آیا جو ایک عالمگیر کتاب ہے اور کسی قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام قوموں کے لئے ہے۔۔۔۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا" (چشمۂ معرفت)

یہ مقدس کتاب ایک عالَم ہے جس میں بنی نوع انسان کی تمام مادی اور رُوحانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرورتوں کو پورا کرنے کے سامان موجود ہیں اور ایک مذہبی کتاب میں جن امور کا بیان ہونا ضروری سمجھا جا سکتا ہے وہ سب اِس میں مذکور ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیّا نکلا

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید ہی ہدایت کا بہترین ذریعہ ہے اس کا مطالعہ انسان کے سینہ کو گند سے پاک کر دیتا ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن مجید میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطۂ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔"

(کشتیِ نوح)

قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو تمام وجوہ کمال سے افضل الکتب کہلانے کی مستحق ہے۔ اس کا نازل کرنے والا خدا حیّ و قیوم ہے۔ اس کی تعلیم اعلیٰ اور افضل ہے۔ یہ کتاب نزولِ وقت سے لے کر آج تک محفوظ ہے اور اس کا ایک لفظ تک بھی تبدیل نہیں ہوا اور نہ ہی قیامت تک تبدیل ہو گا۔ کیوں؟ اِسلئے کہ اس کی حفاظت کا ذمّہ خدا تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

(الحجر: ۱۰)

یعنی اِس ذکر (قرآن مجید) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈائنامائٹ سے خطرناک

۱۸۶۷ء دُنیا میں تاریخی سال تھا جب سویڈش سائنسداں الفریڈ نوبل نے دنیا کو ایک نیا مادہ دیا۔ اس کا نام اسنے ڈائنامائٹ رکھا تھا اور جب لوگوں کو اس خوف ناک، تباہ کرنے والی طاقت کا پتہ چلا جو اس مادہ کے صرف ایک چھوٹے سے فلیتہ میں پوشیدہ تھی تو انہوں نے حیرت سے دانتوں تلے انگلیاں دبا لیں اور آج — آج تو ڈائنامائٹ کو لوگ اتنی اچھی طرح جان گئے ہیں کہ اس کا نام سُنتے ہی ان کے ذہن میں آ جاتا ہے کہ یہ ایک انتہائی خطرناک آتش گیر مادہ ہے اور اسے بڑی احتیاط سے استعمال کرنا ہوتا ہے۔

لیکن اگر مَیں آپ سے کہوں کہ آج ہمارے روزانہ کے استعمال میں چند رقیق (پتلی) چیزیں ایسی بھی ہیں جن کی تباہ کرنے والی قوت ڈائنامائٹ سے زیادہ ہے اور وہ ڈائنامائٹ سے زیادہ خطرناک ہیں تو شائد آپ یقین نہ کریں لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور ان رقیق چیزوں میں پٹرول کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔

آج کی مشینی دُنیا میں تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی طرح پٹرول استعمال کرتا ہے موٹر میں، لالٹین میں، گرم کپڑوں کی صفائی کے لئے لیکن اس کے باوجود زیادہ تر لوگ اس کا استعمال بڑی لاپروائی سے کرتے ہیں۔ یہی لوگ اگر ڈائنامائٹ کا ایک فلیتہ دیکھ لیں تو شاید جان بچانے کے لئے سر پر پیر رکھ کر بھاگ کھڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک چلّو بھر پٹرول ہوا میں شامل ہو کر ایک عام کمرے میں اتنے بخارات (گیس) بھر دیتا ہے کہ اگر اسے آگ دکھائی جائے تو وہ ڈائنامائٹ کے ایک فلیتہ سے کہیں زیادہ تباہی مچا دے۔ اس کے علاوہ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ پٹرول کے بخارات ڈائنامائٹ کی بہ نسبت کہیں جلد آگ پکڑ لیتے ہیں۔

پٹرول ایک ایسا جن ہے جسے اگر بند رکھا جائے تو وہ انسان کے مفید ترین "غلاموں" میں سے ایک ہے لیکن اگر اس جن کو بھاگنے اور ہوا میں اپنے بخارات پھیلانے کا ذرا سا موقع بھی مل جائے تو وہ اپنے آقاؤں کو جلانا اور مارنا شروع کر دے گا۔

یہ خطرہ کوئی عجیب اور پُر اسرار چیز نہیں ہے کوئی بھی اسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ جب پٹرول کو ہوا میں ملنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے تو یہ بخارات یا گیس میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایسا عموماً اس وقت ہوتا ہے جب پٹرول کا ٹن کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے یا یہ کسی طرح زمین پر گر جاتا ہے۔ اور یہ معلوم کر کے آپ کو حیرت ہو گی کہ جب یہ رقیق سے گیس میں بدلتا ہے تو اس کا حجم (پھیلاؤ) اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ایک گیلن سے سینکڑوں مکعب فٹ گیس بن جاتی ہے۔

آپ نے شاید ان جنوں کا حال پڑھا سُنا ہو گا جنہیں جادوگر بوتلوں میں قید کر دیتے تھے لیکن جب کوئی قسمت کا مارا ان بوتلوں کو کھول دیتا تو وہ بہت بڑے بن کر اس کو کھانے پر تل جاتے تھے۔ بس پٹرول کا حال بالکل اسی جن کا سا ہے۔ بوتل میں بند ہے تو کچھ نہیں۔ بوتل سے نکلا تو بڑھ کر کھانے کو تیار۔

دوسری رقیق چیزوں کے بخارات تو ہوا میں مل کر دُور چلے جاتے ہیں لیکن پٹرول ایسا نہیں کرتا اور اس کی بھی وجہ ہے یہ ہوا سے بھاری ہوتا ہے۔ اسلئے اس کے بخارات ہوا کے ساتھ ساتھ اُڑنے کے بجائے فرش پر جم جاتے ہیں اور اسکے ساتھ کسی پتلی نہر یا چشمہ کی طرح بہتے ہوئے ہر کونے کھدرے کو بھرتے چلے جاتے ہیں۔

یہ بخارات کئی کئی روز ایک ہی جگہ ڈیرا ڈالے پڑے رہتے ہیں اور نہ کوئی انہیں دیکھ پاتا ہے اور نہ کسی کو ان کی موجودگی کا شُبہ ہوتا ہے جبتک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی شعلہ یا چنگاری انہیں غصّہ نہیں دلا دیتی اِس لئے جس جگہ بھی پٹرول کا ذخیرہ ہو وہاں ہوا کی نکاسی کا بہترین انتظام ہونا ضروری ہے۔

اس "جن" کی تباہ کاری کا ایک واقعہ سُنیے۔ انگلینڈ کے کسی شہر کے مضافات میں ایک پٹرول پمپ پر ایک لاری پٹرول کا ٹینک بھر رہی تھی۔ پٹرول کا کچھ حصّہ زمین پر گر گیا اور فوراً ہی گیس بن کر ہوا میں شامل ہو گیا۔ کسی طرح وہاں کوئی شعلہ یا چنگاری پہنچ گئی اور اچانک اتنا زوردار دھماکہ ہوا کہ پٹرول ٹینک وہاں سے اُڑ کر اڑتالیس فیٹ کے فاصلہ پر جا گرا۔ ایک آدمی موقع ہی پر ہلاک ہو گیا اور دوسرے اس بُری طرح جل گئے کہ آخر ان کے زخم جان لے کر ہی ٹلے۔ کچھ لوگ جو پچاس فٹ کے فاصلے پر کھڑے تھے ان کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ وہ لوگ جو اس جگہ سے ڈیڑھ سو فٹ سے زائد فاصلے پر موجود تھے اس گرمی سے جھلس گئے جو اس دھماکہ سے پیدا ہوئی۔ دوسرے لوگ جو دو سو فٹ کے فاصلے پر تھے اگرچہ جھلسے نہیں لیکن دھماکے نے انہیں زمین پر گرا دیا۔ ایک سمت میں پانچ سو فٹ تک تمام فصل تباہ ہو گئی۔ پورا پٹرول پمپ برباد ہو گیا۔ پٹرول کی وہ لاری اس دھماکہ کے بعد پُرزوں کا ایک ڈھیر معلوم ہو رہی تھی۔

کسی کار۔ ٹرک یا اسکوٹر وغیرہ میں کسی پٹرول پمپ پر بھرتے وقت پٹرول قطعی نہ گرے یہ تو تقریباً ناممکن سی بات ہے یہی پٹرول تیزی سے گیس بن جاتا ہے اور کسی ایسے دن جب ہوا رُکی ہوئی ہو تو بہت سی کاروں اور اسکوٹروں میں پٹرول بھرے جانے کے بعد ہوا میں اس گیس کی مقدار کافی ہو جاتی ہے۔

آپ نے پٹرول پمپ کے آس پاس بھی پٹرول کی بُو سُونگھی ہو گی اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ پٹرول پمپ کے آس پاس کی ہوا میں بھی پٹرول کے بخارات شامل ہیں۔ اِس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ جب کسی کی کار۔ اسکوٹر یا ٹرک پٹرول پمپ پر یا اس کے آس پاس کھڑا ہو تو ڈرائیور یا سواریوں کو بیڑی یا سگریٹ ہرگز نہ پینا چاہیئے۔ ویسے تو ہر پٹرول پمپ پر بڑے بڑے حرفوں میں "یہاں بیڑی، سگریٹ پینا منع ہے" لکھا ہی رہتا ہے۔

گرم کپڑوں کی صفائی میں پٹرول کا استعمال عام ہے لیکن اس کا نتیجہ بڑے بھیانک حادثات کی صورت میں نکلا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دستانے اور دوسرے گرم کپڑے پٹرول سے صاف کرنا بہت مناسب اور بڑا آسان سا لگتا ہے لیکن ایسا کرنا بہت خطرناک ہے۔ اس "صفائی" نے کئی لوگوں کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھلوا دئے اور کتنی ہی عمارتیں صاف کر دیں۔

ہوتا یہ ہے کہ پٹرول کے بخارات چاروں طرف پھیلتے ہیں اور جہاں ان کا واسطہ کسی جلتے ہوئے سگریٹ، اسٹوو کے شعلے۔ آتش دان یا انگیٹھی میں دہکتے کوئلے یا کسی معمولی سی چنگاری سے پڑا بس وہیں آگ لگ جاتی ہے۔ اور جہاں تک شعلہ یا چنگاری کا تعلق ہے وہ محض کسی کے جوتے کی نکلی ہوئی کیل کے فرش پر رگڑ کھانے سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صفائی کے دوران آگ سے احتیاط ناممکن کی حد تک مشکل ہے۔ اور تو اور دستانوں کی صفائی کے وقت، محض ان کی رگڑ ہی سے اتنی گرمی پیدا ہو سکتی ہے جو دھماکہ کر دے۔ ایسے لوگ جو پٹرول سے کپڑے صاف کرتے ہیں یہ سمجھ لیں کہ ایک چٹو بھر پٹرول ایک عام مکان کو اُڑانے کے لئے کافی ہے۔

پٹرول جس آسانی سے آگ پکڑ لیتا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ ایک بار ایک عمارت کے کسی کمرے میں ایک شخص پٹرول سے کپڑے صاف کر رہا تھا۔ اس پٹرول کی گیس اس عمارت سے باہر نکل کر ایک دوسری عمارت میں جو تیس فٹ کے فاصلے پر تھی پہنچ گئی اور ایک جلتے ہوئے لیمپ سے اس نے شعلہ پکڑ لیا اور پھر یہ شعلہ اسی راستہ سے واپس آیا اور نتیجہ کے طور پر پوری عمارت راکھ کا ڈھیر بن گئی۔

ایسے ہی ایک دوسرے حادثہ میں ایک کمرے میں دستانے پٹرول سے صاف کئے جا رہے تھے اور دوسرے میں لیمپ جل رہا تھا۔ ایک کمرے کا کھولنا غضب ہو گیا اور زوردار دھماکے نے تباہی مچا دی۔

اِن واقعات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ پٹرول سے کپڑے صاف کرنا ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ پٹرول کے بجائے کوئی دوسری ایسی چیز استعمال کرنا بہتر ہے جو آگ نہ پکڑتی ہو اور ایسے بہت سے رقیق کیمسٹوں کے یہاں ملتے ہیں۔ اگر پٹرول ہی استعمال کرنا ہو تو اسے عمارت سے دُور اور کسی ایسی جگہ استعمال کیا جائے جہاں دُور دُور تک آگ کا نام و نشان نہ ہو۔

بہت سے بھیانک دھماکے محض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پٹرول سے آگ جلانے کی کوشش کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ویسے تو مٹی کے تیل سے آگ جلانا بھی خطرناک ہے لیکن اگر مٹی کے تیل کی جگہ پٹرول استعمال کیا جائے تو یہ خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ان سب باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایک پٹرول کو رکھنے اور استعمال کرنے کے صحیح طریقے جانے۔ پٹرول کو کبھی کسی کھلی بوتل یا ٹن میں نہ رکھا جائے۔ اسے پانی یا مٹی کے تیل کی طرح نہ انڈیلا جائے بلکہ کوئی نلی وغیرہ استعمال کی جائے۔ پٹرول کو کبھی شیشے کی بوتل یا کسی ایسے برتن میں نہ رکھا جائے جو گر کر ٹوٹ سکتا ہو۔

گھر کے اندر یا اس کے آس پاس پٹرول کا بڑا ذخیرہ رکھنا بہت خطرناک ہے۔ کچھ ملکوں میں تو ایسے قانون بنا دئے گئے ہیں جن کی رُو سے پٹرول کے ٹینوں کو گہرے سُرخ رنگ سے رنگ کر ان پر کسی دوسرے رنگ سے لفظ "پٹرول" لکھا ہونا ضروری ہے۔ اس طرح کوئی غلطی سے پٹرول کو مٹی کے تیل کی جگہ استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ ایسی غلطی بڑی مُہلک ہو سکتی ہے۔ اور اس سے بھیانک آگ لگ سکتی ہے یا خطرناک دھماکے ہو سکتے ہیں۔

دَم

ڈیڑھ دو سال پہلے کی بات ہے ہم شیخوپورہ رہتے تھے اور ہمارے گھر غیر از جماعت بچے اور بچیاں قرآن مجید پڑھنے آیا کرتے تھے۔ ایک دن آٹھ دس سال کی ایک غیر احمدی لڑکی ایک چھوٹی سی بچی کو گود میں اُٹھائے ہمارے گھر آئی اور کہنے لگی یہ بیمار ہے اسے دَم کر دو۔ میرا چھوٹا بھائی جو اس وقت سات آٹھ سال کا تھا کہنے لگا ہمارے گھر ایک بڑا سا دیگچہ ہے وہ لے جاؤ اور لڑکی کو اس میں ڈال کر چولہے پر رکھ دو۔ اُوپر سے ڈھکنا مضبوطی سے بند کر کے اُوپر کوئی پتھر وغیرہ رکھ دو۔ باجی اِسی طرح چاولوں کو دَم دیا کرتی ہے تم بھی اسی طرح اس لڑکی کو دَم کر لو۔

(محمد انیس احمد ابن مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل دیالگڑھی۔ ربوہ)

آپ خود بھی تشحیذ الاذہان خریدیے اور دوسروں کو بھی خریدنے کا مشورہ دیجئے۔
(مینیجر تشحیذ الاذہان۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایجادات

دوربین

(طارق احمد بٹ۔کراچی)

آج سے تقریباً ساڑھے تین سو سال قبل ہالینڈ کے ایک عینک ساز پرشی نے پہلی مرتبہ دوربین بنائی۔ اس نے عینک کے دو شیشوں کو ذرا فاصلے پر رکھ کر ان سے چیزوں کو دیکھا اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو چیزیں دور ہونے کی وجہ سے صاف نظر نہ آتی تھیں اب صاف نظر آنے لگی ہیں۔ پرشی نے اپنی اس ایجاد سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس کے استعمال کا سہرا گلیلیو کے سر ہے۔

گلیلیو گیلیلی اٹلی کے ایک شہر پیسا نامی میں ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ ایک مالدار تاجر تھا اس لئے گلیلیو نے اچھی تعلیم پائی۔ اس نے چھوٹی سی عمر میں ہی ایک ایسی ایجاد کی تھی جس سے نبض کی رفتار صحیح طور پر معلوم ہو جاتی تھی۔

گلیلیو جب بڑا ہوا تو اپنے شہر کے مدرسے میں مدرس ہو گیا۔ وہ ایک عجیب منطقی طبیعت کا انسان تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جب تک کسی بات کی سچائی عقل کی کسوٹی پر نہ پرکھ لی جائے اس وقت تک اس کو نہیں ماننا چاہیئے چنانچہ اس نے ارسطو کے اس نظریہ کی مخالفت کی کہ اگر مختلف قسم کی دو چیزیں ایک ساتھ نیچے گرائی جائیں تو وہ زمین پر اپنے وزن کے اعتبار سے جلد اور دیر میں گریں گی۔ گلیلیو کہتا تھا کہ مختلف وزن کی دو چیزیں ایک ساتھ زمین پر گریں گی۔

گلیلیو کے مخالفوں کو ایک موقع ہاتھ آ گیا انہوں نے اس کے خلاف الزام لگایا کہ یہ بات کہہ کے اس نے بزرگوں کی توہین کی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا لیکن اس کے دوستوں نے اس سے کہیں زیادہ تنخواہ پر اسے پیڈوا میں ملازم کرا دیا۔ اس وقت تک اسے سائنسدانوں میں اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو چکا تھا۔ وہ پیڈوا ہی میں تھا کہ اس کو پرشی کی دریافت کا حال معلوم ہوا۔ گلیلیو نے جست کی ایک نلکی اور عینک کے دو شیشے لئے۔ دونوں شیشوں کا ایک ایک رُخ تو ہموار تھا لیکن دوسرا رُخ کھوکھلا اور اُبھرا ہوا تھا۔ ان دونوں شیشوں کو مناسب جگہ پر قائم کر کے اس نے ایک آلہ بنایا جس سے سو گنا فاصلے کی چیزیں بہت صفائی سے نظر آنے لگیں۔

دوربین کے ذریعے گلیلیو نے بیشمار ایسے ستارے معلوم کئے جو نظر نہ آتے تھے کہکشاں میں اسے بیشمار چھوٹے چھوٹے ستارے نظر آئے۔ گلیلیو اپنی دوربین کو وینس لے گیا۔ دیکھنے میں یہ دوربین ایک کھلونا ہی تھی لیکن بڑے بوڑھے لوگ بھی اسے شوق سے دیکھتے تھے اور اس کی مدد سے دُور سے آتے ہوئے جہازوں کو دیکھتے۔

گلیلیو نے رفتہ رفتہ دوربین کی طاقت بڑھائی اور اس کے ذریعے اس نے چاند کو دیکھا۔ چاند میں اسے پہاڑ، خندقیں اور جنگل نظر آئے۔ زہرہ کو دیکھنے پر اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سیارے گھومتے نظر آئے۔ گلیلیو نے بتایا کہ یہ زہرہ کے چار چاند ہیں۔ جس طرح ہماری زمین کا ایک چاند ہے۔ اس نے آفتاب (سورج) میں بھی متعدد نئی باتیں دریافت کیں۔

لیکن قدیم خیال کے لوگ اس کے سخت خلاف ہو گئے اور انہوں نے اِس آلہ کو دیکھنا بھی گناہ سمجھا۔ اب گلیلیو نے کہا کہ سورج زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ اس پر لوگ اس کے سخت خلاف ہو گئے۔ انہوں نے پاپائے روم کو بھڑکایا کہ گلیلیو بائیبل کو جھٹلاتا ہے کیونکہ بائیبل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ گلیلیو نے بہت کوشش کی کہ اس پر یہ الزام عائد نہ ہو لیکن آخر اسے عدالت میں پیش ہونا پڑا۔ ان ججوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو سائنس سے واقف ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے گلیلیو سے ایسے خیالات ترک کر دینے کو کہا اور دھمکی دی کہ اگر وہ ان خیالات سے باز نہ آیا تو اسے قیدخانے میں ڈال دیا جائے گا۔

قید کی سختیوں سے خوفزدہ ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گلیلیو نے اپنے خیالات کو چھوڑ دینا منظور کر لیا لیکن وہ اس فیصلے پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ لہذا ستّر برس کی عمر میں اسے جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ جیل میں رہنے سے اس کی صحت جواب دے گئی اور ۷۸ سال کی عمر میں ہی وہ اس دُنیا سے چل بسا۔

گلیلیو مَر گیا مگر اس کا نام دُنیا میں باقی رہ گیا۔ شہر فلارنس میں آج بھی اس کا مجسّمہ نصب ہے اور اس کی ایجاد دوربین نے جنگ کے میدانوں میں بہت عمدہ خدمات انجام دی ہیں۔ دشمن کی فوج دُور ہی سے آتی ہوئی دیکھ لی جاتی ہے۔ بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں میں اس کے ذریعہ راستہ دیکھا جاتا ہے۔

اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

(بقیہ صہ ۱۲)

کے کمرے کی طرف بھاگا۔ کیا دیکھتا ہے کہ امی خدا کے حضور اپنے تندرست ہونے پر نمازِ شکرانہ ادا کر رہی ہیں۔ مُنّا بے اختیار یہ شعر گنگنانے لگ جاتا ہے ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

کیا آپ جانتے ہیں؟

● آپ کے جسم میں اتنی بجلی ہے کہ ۲۵ واٹ کے بلب کو کئی منٹ تک روشن رکھ سکتی ہے۔

● ہر گھنٹہ آپ کے جسم سے اتنی گرمی خارج ہوتی ہے جس سے آدھ گیلن پانی اُبالا جا سکتا ہے۔

● سانس لیتے وقت جو گیسیں ہم ہوا سے حاصل کرتے ہیں ان کو اگر بازار سے خریدیں تو زندہ رہنے کے لئے ہمیں تقریباً تیس ہزار روپے سالانہ خرچ کرنا ہوں گے۔

● ایک عام آدمی اپنی زندگی میں پانچ سال اسکول میں بسر کرتا ہے۔ تیرہ سال اپنے کام پر، ۲۱ سال نیند میں۔ ۲ سال کھانا کھاتے ہوئے۔ ۲ سال تعطیلات میں اور سال گپ شپ اور اسی قسم کی دوسری فضولیات میں۔

● جو کام ہم کر چکے ہوتے ہیں اس سے ہم نہیں تھکتے۔ صرف یہ فکر کہ ابھی اتنا کام ہم نے نہیں کیا اور اسے کرنا ہے ہم کو تھکا دیتا ہے۔

(طارق احمد بٹ۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزرگوں کا ادب

لئیق احمد طاہر۔ ربوہ

بزرگوں کا ادب کرنا بھی بچّوں کا فرض ہے اور خاص طور پر احمدی بچّوں کو چاہیئے کہ بزرگوں کا ادب کرنا اپنی خوش قسمتی سمجھیں۔ حضرت رسول اکرم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بزرگوں کا ادب کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے ہمارے والدین، باپ دادا، رشتہ دار اور ہمارے استاد کے علاوہ ہم سے بڑی عمر کے لوگ ہمارے بزرگ ہیں۔ والدین کا ادب کرنا چاہیئے وہ بھی ہمارے بزرگ ہیں اور ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی والدین کا ادب اور خدمت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:۔

"اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے تمہاری زندگی میں کسی پر بڑھاپا آ جائے تو انہیں نہ ہی جھڑکو اور نہ ہی اُن کی کسی بات پر اُن کے سامنے اُف تک کہو اور ان سے نرمی سے بات کرو۔ ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کرو اور ان کے لئے دعا کرتے رہا کرو کہ اے مہربان رب ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا"

پس ہمارا فرض ہے کہ ارشاداتِ قرآن کی روشنی میں اپنے والدین جو ہمارے بزرگ ہیں کا ادب اور خدمت کرنے کی کوشش کریں۔

ہمارے رشتہ دار بھی ہمارے بزرگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ کے بعد ان کو سب سے بلند قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ :-

"اپنے رب کی کسی عظیم الشان رحمت کے حصول کے لئے جس کی تجھے امید لگی ہوئی ہو۔ اگر تُو رشتہ داروں سے اعراض کرے تو اس صورت میں اعراض جائز ہے مگر تب بھی ان سے تلطف والے طریق پر بات نہ کر۔ اور قرابت والے رشتہ داروں کو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دو اور اسراف کسی رنگ میں بھی نہ کرو۔"

پس ہمیں چاہیئے کہ رشتہ دار جو ہمارے بزرگ ہیں ان کا ادب اور خدمت کرنے میں کوتاہی نہ برتیں۔

ہمارے استاد بھی ہمارے بزرگ ہیں ان کی عزّت بھی ہم پر لازم ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ استاد روحانی باپ ہوتا ہے جس کا درجہ باپ اور خسر سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم استاد کی بھی عزّت اور ادب کریں کیونکہ وہ بھی ہمارے بزرگ ہیں۔

ہم سے بڑے نیک لوگ بھی ہمارے بزرگ ہیں ان کا ادب کرنا بھی ہمارا اوّلین فرض ہے۔ اگر کوئی بزرگ جا رہے ہوں تو سلام میں پہل کر کے پہلے سلام کرنا چاہیئے اور دعا کے لئے درخواست کرنی چاہیئے کیونکہ بزرگوں کی دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں۔ اور بزرگوں کے آگے آگے نہیں چلنا چاہیئے۔ اگر آپ آگے چل رہے ہوں تو فوراً رُک جائیے اور پیچھے ہٹ جائیے یا بزرگ کے ساتھ چلئے۔ حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں کئی مثالیں ملتی ہیں۔

حضورؐ اپنی دایہ حلیمہ کی اپنے والدین سے برابر عزّت کرتے تھے۔ جب وہ تشریف لاتیں تو حضورؐ اپنی چادر اُتار کر بچھا دیتے تھے۔ اسی طرح اَور بھی کئی مثالیں ہیں۔

پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بزرگوں کی تہہ دل سے عزّت اور خدمت کریں اور اُن کا ادب کرتے رہا کریں تاکہ اللہ ہم سے خوش ہو۔ اللہ ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائے ✤

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلسل کہانی

عربی سے ترجمہ

چوروں کے پاؤں نہیں ہوتے

کِسی گاؤں میں ایک کسان رہا کرتا تھا۔ اس نے اپنے کام کاج کے لئے ایک گدھا رکھا ہوُا تھا جو بہت پھُرتیلا اور چُست و چالاک تھا۔ سخت سے سخت کام کرنے پر بھی اس کے تھکنے کا نام و نشان نہ ہوتا تھا۔ کسان گدھے سے بہت خوش تھا۔ دن اسی طرح گزرتے جا رہے تھے۔ آخر وہ وقت بھی آیا جب گدھا بوڑھا ہو گیا اور اس میں وہ پہلی سی چُستی و پھُرتی نہ رہی — ظاہر ہے اب گدھا کسان کے کسی کام نہ تھا — اب کسان طرح طرح کی ترکیبیں سوچنے لگا کہ اس گدھے سے کِسی طرح چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ ایک دن کسان اپنے دوستوں میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا اور باتوں باتوں میں کہنے لگا کہ میرا گدھا اب بہت بوڑھا ہو گیا ہے کِسی کام کاج کے قابل نہیں رہا — اور یہی خیال ہے کہ اسے کہیں ٹھکانے لگا دوں تاکہ اس کی جان بڑھاپے کے دُکھوں سے چھُوٹ جائے۔

اتفاق سے گدھے نے اپنے مالک کی یہ بات سُن لی۔ گدھے نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ اب اِس گھر میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فائدہ اسی میں ہے کہ جلد سے جلد اس گھر کو چھوڑ دیا جائے اور دُور کسی جنگل میں زندگی کے باقی دن پُورے کئے جائیں۔

آخر ایک رات گدھا اپنے مالک کے گھر سے بھاگ کھڑا ہوُا۔ ابھی وہ کسان کے گھر سے بھاگ کر تھوڑی دُور ہی پہنچا تھا کہ اس کی نظر اپنے پُرانے دوست کُتّے پر پڑی جو سڑک کے کنارے سو رہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ کُتّے کے چہرے سے غم اور افسوس کے آثار نظر آ رہے تھے۔ گدھے نے اسے جگایا اور اس کی غمگینی کی وجہ پوچھی۔ کُتّے نے بڑے دُکھ بھرے لہجے میں کہا:۔

پیارے دوست! مجھ غموں اور دُکھوں کے مارے کی کیا پوچھتے ہو۔ مَیں نے اپنی تمام جوانی دن رات اپنے مالک کی خدمت کی۔ جس وفاداری اور جانفشانی سے مَیں نے اس کے گھر کی حفاظت کی اس کا حال سب محلہ والوں کو معلوم ہے۔ ساری ساری رات جاگ کر اس کے گھر کی حفاظت کرتا رہا اور سارا سارا دن شکار کی تلاش میں اس کے ساتھ مارا مارا پھرتا رہا۔ اب جو بڑھاپے کے آثار شروع ہو گئے اور پہلی سی چُستی و چالاکی نہیں رہی تو مالک میری شکل دیکھنے سے بھی بیزار ہے۔ ایک دن مَیں نے اُسے اپنے دوست سے باتیں کرتے سُنا کہ اب یہ کُتّا مجھ پر مُفت کا بار ہو رہا ہے اسے زہر دے کر کیوں نہ ہلاک کر دیا جائے۔

پیارے دوست۔ جان کِس کو عزیز نہیں ہوتی! جب مَیں نے اپنے مالک کے یہ ارادے دیکھے تو ایک دن موقع پا کر چُپکے سے مالک کے گھر سے نکل دوڑا۔ مگر جاؤں تو کہاں جاؤں! کِس کے دَر پر ٹھکانا کروں یہی سوچتے سوچتے تھک ہار کر یہاں سو گیا اور اب آپ کے جگانے سے اُٹھا ہوں۔

گدھے نے کُتّے کی کہانی بڑی ہمدردی سے سُنی اور اسے تسلّی دے کر کہنے لگا:۔

"ہم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ مَیں بھی اپنے مالک کے گھر سے جان بچا کر بھاگا ہوں اب یہی ارادہ ہے کہ عمر کے باقی دن کسی جنگل میں گزاروں، چلو تم بھی میرے ساتھ چلو۔ "خوب گزرے گی جو مِل بیٹھیں گے دیوانے دو"۔

یہ سُن کر کُتّے کی جان میں جان آئی اور دونوں دوستوں نے جنگل کی راہ لی۔ ابھی وہ تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ انہیں راستے میں ایک بِلّا مِل گیا جو غم و یاس کی تصویر بنا بیٹھا تھا دونوں نے اُسے سلام کیا اور اس کی مزاج پُرسی کی۔

بِلّا بولا۔ دوستو مزاج کا کیا حال بتاؤں دِل پر چھالے پڑ رہے ہیں، جان کے لالے پڑ رہے ہیں، جس گھر میں رہتا تھا جب تک جوان رہا گھر کی مالکہ میری خوب خاطر تواضع کرتی رہی مگر آخر ایک دن بوڑھا بھی ہونا تھا۔ بڑھاپا آیا اور جوانی رخصت ہو گئی۔ اب وہی مالکہ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے اپنی گود میں بٹھایا کرتی تھی دُودھ پلاتی تھی اور گوشت کھلاتی تھی مجھ سے بیزار ہو گئی اور دُودھ تو الگ رہا پانی پلانے کی بھی روادار نہیں — بلکہ اس نے یہاں تک ارادہ کر لیا تھا کہ مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مجھے دریا میں غرق کرا دینے کی سکیم تیار کی۔ یہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے اس کی اس سکیم کا پہلے ہی علم ہو گیا اور مَیں نے اس گھر سے بھاگنا ہی مناسب سمجھا۔ بھاگنے کو تو مَیں بھاگ آیا ہوں لیکن مصیبت یہ ہے کہ آگے کوئی راستہ نہیں سُوجھتا کہ بڑھاپے کے دن کہاں پُورے کروں۔

گدھا بِلّے سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میاں بِلّے غم کرنے سے کوئی فائدہ نہیں خواہ مخواہ اپنی صحت کا ستیاناس کیوں کرتے ہو خدا کا شکر کرو کہ جان سلامت لے کر آ گئے ہو۔ مثل مشہور ہے 'جان بچی سو لاکھوں پائے'۔ فکر نہ کرو جو حال تمہارا ہے وہی حال ہمارا ہے، چلو تم بھی ہمارے ساتھ مِل جاؤ اور ہم سب جنگل میں جا کر مِل جُل کر رہیں گے۔"

بِلّا یہ باتیں سُن کر ان دونوں کے ساتھ ہو لیا اور تینوں نے جنگل کی راہ لی۔ (باقی - باقی)

"مَیں دِن بھر کیا کرتا ہوں"

بہت سے بچّوں نے لکھا ہے کہ تشحیذ میں ہر ماہ ایک عنوان دیا جائے جس پر تشحیذی بچّے اپنے مضامین بھیجیں اور ان میں سے اوّل، دوم اور سوم آنے والے مضامین تشحیذ میں شائع کئے جائیں۔

ہم بچّوں کی اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس ماہ کے لئے عنوان ہے:-

'مَیں دن بھر کیا کرتا ہوں'

اور بچیوں کے لئے ہو گا:-

'مَیں دن بھر کیا کرتی ہوں'

مضمون تشحیذ الاذہان کے زیادہ سے زیادہ تین صفحات کا ہو۔

امید ہے تشحیذی بچّے اس مقابلہ میں حصّہ لیں گے اور کثرت کے ساتھ اپنے مضامین بھجوائیں گے۔

آپ کا (بھائی جان)

تشحیذ الاذہان خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے

(مینیجر تشحیذ الاذہان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امجد کا کردار

عبد الرحیم طارق۔ ربوہ

وہ سڑک پر چلتا چلا جا رہا تھا۔ وہ اپنے خیالوں میں مگن دُنیا و مافیہا سے بے خبر چلتا چلا جا رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب کِدھر جائے۔ وہ اب کِسی طرف کا بھی نہیں جدھر جاتا ہے دھکّے ملتے ہیں۔ آخر کوشش کر کے ایک دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ نہ معلوم ہونے والے حادثے سے اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اب وہ سہما ہُوا کھڑا تھا کہ کھٹ سے دروازہ کھلنے کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ ایک نوکر نے اس کو دیکھا اور پوچھا کیا بات ہے۔ اُس نے بڑی مشکل سے مُنہ کھولتے ہوئے کہا "صاحب کو ملنا ہے ..." امجد ایک امیر گھرانے کا لڑکا تھا۔ اس کے والد بنک میں مینجر تھے۔ بنک کی نوکری سے انہیں جواب مل گیا اور باوجود کوشش کے ان کو کوئی اور نوکری نہ مل سکی۔ اس وقت امجد ایف۔ اے کے پہلے سال میں تھا۔ اِدھر باپ کی نوکری چھُوٹی اُدھر امجد کو بھی کالج چھوڑنا پڑا۔ اس کی والدہ بہت بیمار تھیں۔ اُن کی خواہش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو سکے امجد اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔ اور اُن کی ایک پلیٹی تھی جو دسویں جماعت میں پڑھ رہی تھی۔ امجد اپنی ماں کی خواہش کو پُورا کرنا چاہتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی ماں اِس دُنیا سے رُخصت ہو گئی اور باپ بھی بے چارہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ ملازمت سے برطرفی الگ دُکھ کا باعث تھی۔ سارا دن گھر پر فارغ رہتا تھا۔ ماں نے جو کچھ پُونجی چھوڑی تھی آہستہ آہستہ ختم ہو گئی۔ چنانچہ امجد ملازمت کی تلاش میں نِکل کھڑا ہُوا مگر باوجود کوشش کے وہ مناسب ملازمت حاصل نہ کر سکا۔ نوکری کی تلاش میں ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روز اس نے ایک دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ ابھی سوچ رہا تھا کہ کھٹ سے دروازہ کھُلا اور اسے اندر آنے کو کہا گیا۔ وہ مالک مکان سے بڑی مشکل سے یہ کہہ سکا کہ مَیں نوکری کی تلاش میں آیا ہوں۔ مالک مکان لڑکے کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کھاتے پیتے گھرانے کا لڑکا اور نوکری۔ مالک اس کو اپنے کمرے میں لے گیا اور اسے کہا میری ایک جماعت ہے کیا تم اس میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ اس نے پھر کہنا شروع کیا کہ میرا جیب کتروں کا گروہ ہے جو صبح سے شام تک بازاروں میں گشت کرتا ہے اور موقع ملتے ہی لوگوں کی جیبیں کاٹ لیتا ہے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ صُبح چلے جانا اور شام کو جتنے پیسے بھی ملیں مجھے لاکر دے دینا۔ ان میں سے تیسرا حصّہ تمہارا ہو گا اور ماہوار ایک سو روپیہ تم کو ملے گا۔ آج شام تک سوچ لو۔ خبردار تمہارے سوا کسی کو پتہ نہ لگے ورنہ تمہارا کام میری گولی کر دے گی۔

امجد گولی کا نام سُن کر کانپ گیا خاموشی سے باہر نکل گیا اور گھر جا کر خاموشی سے لحاف میں گھُس گیا۔ کھانا بھی نہ کھایا صُبح ہوتے ہی ہلکا پھلکا ناشتہ کیا اور مالک کے گھر کی طرف چل دیا۔ جب مالک کے گھر پہنچا تو مالک کا گروہ بازار جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ مالک امجد کو دیکھ کر بہت خوش ہوُا۔

آج ان کے ساتھ ایک نیا ساتھی امجد بھی شامل تھا۔ مالک نے جاتی دفعہ اُسے ایک پستول اور ایک بلیڈ دیا۔ امجد کے ساتھی کچھ دُور جا کر اس سے بچھڑ گئے۔ امجد ایک آدمی کے پیچھے لگ گیا اور عین اس وقت جب چوک میں بہت بھیڑ تھی امجد نے اس آدمی کی جیب کاٹ لی۔ اور جب دُور آ کر گنے تو پچیس ہزار روپیہ تھا۔ امجد اپنی پہلی کامیابی سے بہت خوش ہوُا اور خوش خوش مالک کے پاس لے آیا۔ مالک نے پچیس ہزار روپے کا نام سُنا تو حیران رہ گیا کہ نیا نیا جیب کترا اور... اور... پچیس ہزار روپیہ۔ وہ امجد کے ساتھ لپٹ گیا اور اس میں سے دو ہزار روپیہ بطور انعام امجد کو دے دیا۔ امجد خوشی خوشی گھر آیا۔ جب اس کے والد نے دو ہزار روپیہ دیکھا تو حیران رہ گیا اور پھر انہوں نے وہ دو ہزار روپیہ بنک میں جمع کروا دیا۔ اب امجد کوئی معمولی جیب کترا نہیں تھا وہ بہت بڑا جیب کترا تھا۔ بعض اوقات وہ گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔

ایک صبح وہ اپنے ساتھیوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ نکلا اور بچھڑ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک آدمی نے بنک سے ایک لاکھ روپیہ نکلوا کر اپنے تھیلے میں ڈالا ہے۔ وہ اس آدمی کے پیچھے لگ گیا اور طرح طرح کی تدبیریں سوچنے لگا کہ کسی طرح اس تھیلے کو اُڑایا جائے۔ چنانچہ وہ آدمی ایک بس میں بیٹھ گیا۔ امجد بھی اس کے ساتھ ہی بس میں سوار ہو گیا لیکن آخر دم تک اُسے موقع نہ ملا چنانچہ وہ آدمی ایک جگہ اُتر گیا امجد بھی اُتر گیا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ آدمی چلتا ہُوا ایک خوبصورت محل میں داخل ہُوا۔ امجد ایک درخت پر چڑھ گیا اور رات کا انتظار کرنے لگا۔ امجد نے دیکھا کہ وہ آدمی تو اندر چلا گیا لیکن باہر صحن میں ایک مرد اور ایک عورت آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ امجد نے توجّہ سے ان کی باتوں کی طرف کان دئے۔ آدمی عورت سے کہہ رہا تھا کہ بتاؤ مَیں اس کو قتل کر دوں پھر ہم دونوں شادی رچا لیں گے۔ امجد نے یہ سُنا تو کانپ اُٹھا اور کہا کہ جس آدمی کے لئے مَیں اتنی دُور سے چلا ہوں اب اس آدمی کو کوئی قتل کر رہا ہے۔ اس نے درخت سے چھلانگ لگا دی اور بھاگتا ہُوا اندر چلا گیا اور عین اسی وقت جب وہ آدمی اس کو موت کے گھاٹ اُتارنے لگا تھا امجد نے فائر کر دیا گولی اس کے سینے میں لگی اور وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ گولی کی آواز سُن کر وہ آدمی جاگ اُٹھا اور قریب ہی لاش کو دیکھ کر کانپ اُٹھا امجد نے اس کو کہا آپ آرام سے بیٹھیں مَیں آپ کو سارا قصّہ سناتا ہوں۔

مَیں ایک بہت بڑا جیب کترا ہوں اور بہت دُور سے آپ کے پیچھے لگا ہوں لیکن کام نہ بن سکا اور مَیں درخت پر چڑھ گیا تو دیکھا تمہاری بیوی کے ساتھ یہ شخص شادی کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ اس وقت وہ سو رہا ہے اس کو قتل کر دوں۔ مَیں نے یہ سُنا تو سوچا کہ جس کے لئے مَیں اتنی دُور سے آیا ہوں اب اسے قتل کیا جا رہا ہے چنانچہ مَیں نے درخت سے چھلانگ لگائی اور عین اس وقت جب یہ تم پر وار کرنے والا تھا مَیں نے فائر کر دیا گولی اسکے سینے میں لگی اور یہ ختم ہو گیا۔ اُس شخص نے یہ سُنا تو کہا یہ پستول دکھاؤ۔ امجد نے پستول دکھایا تو اس آدمی نے اپنی بیوی پر فائر کر دیا اس کی بیوی تڑپی اور ٹھنڈی ہو گئی۔ پھر اس آدمی نے امجد کو کہا کہ وہ یہ کام چھوڑ دے اور میری زمینوں پر کام کرے۔ اُس آدمی نے امجد کو وہ ایک لاکھ روپیہ بھی دے دیا جو اس نے بنک سے نکلوایا تھا۔ امجد بہت خوش ہُوا اور وہیں اپنی بہن اور ابّا کو بُلا لیا اور وہ ہنسی خوشی رہنے لگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ننھی منھی کہانیاں

لومڑی کی چالاکی

عرصہ ہوا ایک امیر آدمی نے ایک لومڑی پال رکھی تھی۔ دوسری لومڑیوں کی طرح یہ لومڑی بھی بہت چالاک تھی۔ اسنے اپنے مالک کو خوش رکھنے کے لئے بہت سے انتظام کر رکھے تھے۔ صبح کے وقت جب مالک سیر کو جاتا تو لومڑی بھی اسکے ساتھ ہو لیتی۔ مالک کو خوش کرنے کے لئے طرح طرح کے کرتب دکھاتی۔ کبھی مالک کے ساتھ چمٹ جاتی اور کبھی بھاگی بھاگی آتی اور تیزی سے مالک کی ٹانگوں میں سے گزر جاتی۔

مالک بھی لومڑی کی اچھی عادات کی وجہ سے اس سے بہت ہی خوش رہتا۔ اسے کھانے کے لئے بہترین غذا دی جاتی اور سونے کے لئے بہترین بستر۔ اسی امیر آدمی نے ایک گدھا بھی خرید رکھا تھا۔ گدھا بیچارہ سارا دن کام میں مصروف رہتا سودا سلف لانے کا کام بھی اس سے ہی لیا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود مالک کا رویّہ گدھے کے متعلق اچھا نہ تھا۔ معمولی غلطی اور کوتاہی پر بھی گدھے کی خوب پٹائی ہو جاتی تھی۔ گدھا بیچارہ جب لومڑی کی عیش کی زندگی کو دیکھتا تو دل ہی دل میں آہ بھر کر رہ جاتا۔ ایک دن گدھا لومڑی سے کہنے لگا:۔

"بی لومڑی! کچھ میری حالت پر بھی نگاہ ڈالو۔ سارا دن کام کرتا ہوں لیکن پھر بھی مالک مجھ سے ناراض ہی ہے۔ مجھے بھی کوئی ایسی بات بتاؤ جس سے کہ مالک مجھ سے بھی تم جیسا ہی سلوک کرنے لگ جائے۔"

گدھے کی اِس فریاد کو سُن کر لومڑی کچھ دیر سر پکڑ کر بیٹھ گئی جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک شرارت سُوجھی۔ اس نے گدھے کو اپنے تمسخر کا نشانہ بنانے کی ٹھان لی۔ مسکین سی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صورت بنا کر کہنے لگی :-

" ارے میاں گدھے ! تم واقعی گدھے ہی نکلے۔ بھئی تم دیکھتے ہو کہ مالک مجھ سے خوش ہے اور تم سے ناراض اِس لئے تم بھی وہی کام کرنے لگ جاؤ جو کہ مَیں کرتی ہوں۔ چنانچہ اگلے دن صُبح کے وقت جبکہ مالک سَیر کو جا رہا تھا لومڑی بھی ساتھ ہی تھی اور گدھا بھی مٹی کے بوجھ تلے دبا ہوُا چلا جا رہا تھا۔

اب گدھے کو لومڑی کی بات یاد آئی اس نے سب سے پہلے مٹی کے بورے کو نیچے زمین پر پھینکا اور مالک کی طرف اُچھلتا کودتا ہوُا جانے لگا۔ ابھی مالک بیچارہ پریشان نظروں سے اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ گدھا لومڑی کی طرح ایک دم اس کی ٹانگوں میں سے گزرنے لگا اور جناب مالک کی ٹانگوں میں گھُس کر پٹاخ سے مالک کو زمین پر دے مارا — اور خود دُور جا کھڑا ہوُا۔

ابھی مالک اپنے حواس درست کر پایا ہی تھا کہ گدھا دوبارہ بھاگتا ہوُا آیا اور مالک کی ٹانگ کو اپنے مُنہ میں لیا اور اسے کھینچنے لگا۔ گدھے کے مالک کی تو چیخیں ہی نکل گئیں۔ اس کی چیخوں کو سُن کر دوسرے نوکر بھاگے ہوئے آئے اور انہوں نے گدھے کی خوب مرمّت کی۔

لومڑی اپنے منصُوبے کی کامیابی اور گدھے کی پٹائی کو دیکھ کر خوب خوش ہوئی اور گدھے سے معذرت بھرے لہجے میں کہنے لگی :-

"بھیّا ! تم نے تو واقعی گدھوں والی ہی بات کی۔ کام کرنے سے پہلے ذرا اپنے اس گھڑے جیسے دماغ سے کچھ سوچ بھی تو لیتے۔ مَیں نے تو ویسے ہی مذاقاً تم کو یہ تجویز بتائی تھی لیکن تم نے تو سچ مچ ایسا ہی کر کے دکھا دیا۔

پس انسان کو بھی کوئی کام کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح سے سوچ لینا چاہیئے کہ وہ جو کام کرنے لگا ہے آیا اس کے لئے فائدہ مند ہے یا نقصان پہنچانے والا، ورنہ وہی گدھے والا انجام ہو گا۔

شرارتوں کی سزا

ندیم اپنی کلاس کا شریر ترین لڑکا تھا نت نئی شرارتوں کی وجہ سے سبھی لڑکے اس سے تنگ آ چکے تھے۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جس دن کہ ندیم نے کسی لڑکے سے لڑائی نہ کی ہو اور کلاس میں چُپ چاپ بیٹھا رہا ہو۔ ندیم کے ماسٹر صاحب نے اسے کئی بار منع کیا۔ موٹے موٹے ڈنڈے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مارے لیکن معلوم نہیں ندیم کس ہڈی پسلی کا بنا ہوا تھا کہ اسے کسی بھی سزا وغیرہ کا مطلق اثر نہ ہوا کرتا تھا۔ آخر ایک دن آ ہی گیا جب کہ ندیم نے اپنی شرارتوں سے توبہ کرنی تھی اور لڑکوں نے چین کا سانس لینا تھا۔ ہوا یوں کہ ایک دن ماسٹر صاحب کلاس میں ایک ٹین کا خوبصورت چمک دار ڈبہ لائے۔ ابھی ماسٹر صاحب کو کلاس میں آئے ہوئے پانچ سات منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ انہیں ہیڈ ماسٹر صاحب نے بلا لیا۔ اتفاق سے ماسٹر صاحب کا وہ چمک دار ڈبہ میز پر ہی پڑا رہا۔ ندیم نے دیکھا تو جلدی سے ڈبے کی طرف لپکا۔ اُسے اِدھر اُدھر ہلا جلا کر خوب غور سے دیکھا۔

ڈبے کی چمک کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ ضرور کوئی مزیدار سی کھانے کی چیز ہو گی۔ جلدی سے ڈبہ کھولا۔ لیکن یہ کیا؟ ڈبہ کھولنے کی دیر ہی تھی کہ شہد کی درجنوں مکھیاں اس پر پل پڑیں۔ ساری کلاس میں بھگدڑ مچ گئی۔ ندیم کو اس قدر مکھیوں نے کاٹا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ جلد ہی ماسٹر صاحب بھی پہنچ گئے۔ وہ دیکھتے ہی حالات کو بھانپ گئے۔ فوراً ندیم کو ہسپتال پہنچایا جہاں بڑی مشکل سے اسے ہوش آیا۔ مکھیوں کے کاٹنے کی وجہ سے اس کا مُنہ گُپّا سا بنا جا رہا تھا۔ سب لوگ خوب اس کا مُنہ اُڑا رہے تھے اور ندیم بیچارہ اپنی تکلیف پر آنسو بہا رہا تھا۔

پورے دس دن کے بعد وہ تندرست ہُوا۔ بات دراصل یہ ہوئی تھی کہ ماسٹر صاحب سائنس لیبارٹری میں تجربات کے شہد کی مکھیاں ڈبے میں لائے تھے جسے ندیم نے کوئی لڈو برفی سمجھ کر کھول ڈالا اور اپنی شرارتوں کا خمیازہ بھگتا۔

اب ندیم بہت اچھا لڑکا بن گیا ہے اور کبھی شرارتیں نہیں کرتا۔

بچو! تم بھی اِس واقعہ سے سبق حاصل کرو اور کبھی بھی کسی کو تنگ نہ کیا کرو ورنہ یاد رکھو خوامخواہ کسی کو تنگ کرنے والا ایک نہ ایک دن ضرور اپنی سزا بھگت لیتا ہے۔

(نیک محمد۔ ربوہ)

میں مارا گیا

پیارے اور عزیز بہن بھائیو! آج سے بہت عرصہ قبل کا ذکر ہے کہ کسی گاؤں میں دو دوست پیر اور اسلم رہا کرتے تھے۔ ان دونوں کے گھر قریب قریب ہی واقعہ تھے۔ یہ دونوں اپنا زیادہ وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکٹھے ہی گزارتے تھے۔ یہ دونوں ہم عمر ہونے کے ساتھ ساتھ ہم جماعت بھی تھے۔ یہ دونوں ایک ساتھ پڑھتے اور ایک ساتھ ہی کھیلتے۔ یہ دونوں بظاہر بہت اچھے دوست تھے۔

ایک مرتبہ وحید کو کسی کام کی غرض سے شہر جانے کی ضرورت پیش آئی۔ شہر ان کے گاؤں سے دو تین میل ہی کے فاصلے پر واقع تھا۔ وحید نے سوچا کیوں نہ اپنے ساتھ اپنے دوست اسلم کو ہی لیتے چلیں۔ اس خیال کے تحت وحید اسلم کے گھر پہنچا اور اس سے کہا "سنو یار اسلم مجھے ایک ضروری کام کی وجہ سے شہر جانے کی ضرورت پیش آ گئی ہے میرا خیال ہے کہ میرے ساتھ تم بھی چلو اس طرح وقت بھی جلدی گزر جائے گا۔" پہلے پہل تو اسلم نے اپنی عادت کے مطابق چون وچرا کی۔ اور نہ جانے کے بہانے تراشنے لگا۔ مگر وحید نے اسلم کے بہانوں کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا اور اسے اپنے ساتھ لے جانے پر رضامند کر لیا۔ سو کچھ دیر بعد وحید اور اسلم اپنے مختصر سے سفر پر روانہ ہو گئے۔

وحید اور اسلم باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ ابھی کوئی مشکل سے تقریباً ایک یا ڈیڑھ میل ہی کا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ اچانک اسلم کی نظر ایک تھیلی پر پڑی۔ اسلم کی نظریں للچا گئیں۔ اس نے بڑی بے چینی، بے قراری کے ملے جلے جذبات کے ساتھ جلدی سے تھیلی اُٹھائی اور فوراً کھولی تو یہ دیکھ کر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ وہ تھیلی روپوں پیسوں اور ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی تھی۔ "ارے وحید! دیکھو تو مجھے یہ تھیلی ملی ہے جو ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی ہے"۔ اسلم نے کہا۔ وحید نے یہ سُن کر کہا "ارے اسلم یہ تم نے کیا کہا کہ تھیلی مجھے ملی۔ یوں مت کہو بلکہ کہو ہمیں تھیلی ملی۔ کیونکہ اس سفر میں تمہارے ساتھ مَیں بھی برابر کا شریک ہوں"۔ یہ سُنتے ہی اسلم آگ بگولہ ہوتے ہوئے بولا "ہونہہ.... تھیلی پر کیونکہ پہلے نظر میری پڑی تھی اس لئے اس کا حقدار صرف اور صرف مَیں ہوں"۔ وحید بولا "دیکھو اسلم یہ درست نہیں"۔ مگر اسلم نے دوستی کی بھی پرواہ نہ کی اور اکڑتے ہوئے بولا "مَیں تمہیں اس میں سے ایک دھیلہ بھی نہ دوں گا"۔ وحید نے کہا ہم اس میں سے آدھا آدھا بانٹ لیتے ہیں۔ مگر اسلم تو دولت کے نشے میں دھت تھا۔ اتنے ہی میں پیچھے سے کسی کے قدموں کی چاپ کی آواز آئی۔ آواز سُن کر اسلم بولا "سُنو تو وحید وہ آدمی کچھ کہہ رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ کان لگا کر جو سُنا تو پتہ چلا دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے "معلوم ہوتا ہے کہ وہ آگے آگے اشرفیوں کی تھیلی کے دو چور جا رہے ہیں۔" یہ سُنتے ہی اسلم کا تو گویا خون خشک ہو گیا۔ وہ ڈر اور خوف کے ملے جُلے جذبات سے پیلا پڑ گیا اور بولا "یار وحید اب تو ہم مارے گئے۔" وحید یہ سُن کر بولا "ارے اسلم یہ تم نے کیا کہا۔ ہم مارے گئے۔ یوں کہو مَیں مارا گیا۔ جب تم نے تھیلی کے ملنے پر مجھے اپنا شریک نہ بنایا تو اب مصیبت کے وقت تم مجھے اپنا شریک کیوں بنانا چاہتے ہو۔ جب تمہیں روپوں کی تھیلی ملی تھی تو تم نے کہا تھا مجھے تھیلی ملی۔ اور اب جبکہ مصیبت کا وقت آیا تو کہتے ہو "ہم" مارے گئے۔ اب کیوں نہیں کہتے کہ مَیں مارا گیا۔"

یہ سُن کر اسلم بے حد شرمندہ ہُوا۔

(مرزا مظفر احمد کریم)

نیک دِل میاں بیوی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی اور اس کی نیک بیوی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ فلاں نیک آدمی سے کہہ دو کہ مَیں نے تیری آدھی عمر غریبی کی بنائی ہے اگر وہ جوانی میں دولت مندی پسند کرے تو ہم اسے مالدار بنا دیں گے اور بڑھاپے میں مفلس بنا دیں گے۔ اور اگر بڑھاپے میں مالدار بننا پسند کرے تو ہم اسے دولتمند بنا دیں گے لیکن جوانی میں اسے غریب و مفلس رکھیں گے۔ نبی نے اس آدمی تک خدا کی یہ بات پہنچا دی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے تمام ماجرا کہہ سُنایا اور اسے کہا تمہاری اس معاملے میں کیا رائے ہے۔ اس کی بیوی نے کہا تجھے اختیار ہے۔ اُس نے بیوی سے کہا میرا خیال ہے کہ اگر مَیں جوانی میں مفلسی اختیار کر لوں تو مَیں مفلسی پر صبر کرنے اور اپنے رب کی عبادت پر قائم رہنے پر قادر ہو سکوں گا اور جب مَیں بوڑھا ہو جاؤں گا اور میرے پاس خوراک ہو گی تو مَیں اپنے رب کی اطاعت اور اس کی عبادت کی طاقت رکھوں گا۔ بیوی نے اس شخص سے کہا اگر تو جوانی میں فقیر رہے تو خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکیں گے کیونکہ ہم روزی کمانے میں مشغول ہوں گے اور ہم اطاعت کے کام اور خیرات دینے کی طاقت نہیں رکھیں گے اور جبکہ ہم نے مالداری کو نوجوانی میں اختیار کر لیا تو ہم عبادت پر قادر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں گے۔

اپنی جسمانی اور بدنی طاقت کی وجہ سے اس آدمی نے بیوی سے کہا تمہاری رائے ٹھیک ہے اور مَیں ایسا ہی کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے نبی کو وحی بھیجی کہ اس آدمی اور اس کی بیوی کو کہہ دو چونکہ تم نے ہماری اطاعت کو ترجیح دی ہے اور ہماری عبادت میں اپنی تمام تر کوشش کو خرچ کیا ہے اور تم دونوں کی نیتیں نیک کام پر متفق ہیں اِس لئے ہم نے تمہاری تمام عمر کو مالدار بنا دیا ہے۔ پس تُو اور تیری بیوی میری اطاعت پر قائم رہو اور جتنا چاہو صدقہ کرو تاکہ تم دونوں کا حصّہ دنیا اور آخرت میں ہو۔ سچ ہے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(نعمت اللہ بشارت۔ ربوہ)

تندرستی کا راز

کسی بادشاہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک طبیب بھیجا کہ ضرورت کے وقت آپ کی جماعت کا علاج کرے۔ طبیب مدّتوں تک مدینہ میں حاضر رہا مگر کسی شخص نے علاج کے سلسلہ میں اس سے رجوع نہ کیا۔ حکیم نے یہ مسلسل بیکاری دیکھ کر ایک دن آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ حضور جانتے ہیں خاکسار اتنی مدت سے آپ کے جانثاروں کی خدمت کے لئے حاضر ہے مگر اس عرصے میں کسی کو بھی میری ضرورت نہیں پڑی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا یہ دستور ہے کہ جبتک بھوک غالب نہ ہو کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتے اور پیٹ بھر چکنے سے پہلے ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں اِس لئے آپ کی خدمات سے فائدہ اُٹھانے کا موقع کم ہی ملتا ہے طبیب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بات سُن کر کہا بے شک صحت و تندرستی کا یہی راز ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ آپؐ کے اصحاب کی اِن خوبیوں کے ہوتے ہوئے میری کوئی ضرورت نہیں۔

یہ واقعہ شیخ سعدیؒ نے اپنی گلستان میں بیان فرمایا ہے۔ اِس سے ہمیں ایک سبق تو یہ ملتا ہے کہ جب تک بھوک پورے طور پر غالب نہ ہو کھانا کھانے سے پرہیز رکھیں، دوسرے یہ کہ خوب پیٹ بھر کر کھانے کی بجائے بھوک رکھ کر کھائیں۔ اور یہ دونوں چیزیں صحت کے لئے بے حد مفید ہیں۔

(ناصر محمود اقبال۔ کنری پاک)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمونہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اس کا ہر پہلو یادگار اور بے نظیر ہے لہذا ہم اس پر عمل کر کے نہ صرف دُنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔ آنحضرتؐ یتیم تھے لیکن خدا کے فضل سے اعلیٰ درجہ کے تاجر بنے۔ آپؐ کی سچائی کا یہ عالم تھا کہ دشمن بھی آپ کی سچائی کا اعتراف کرتے تھے۔ لوگ آپ کو "صادق" (یعنی سچا) اور "امین" (یعنی امانت دار) کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ کی جوانی بھی صبح صادق کی طرح بے داغ تھی۔

جب آپ کو نبوّت کی خوشخبری ملی تو باوجودیکہ آپؐ ایک عظیم انسان بن گئے تھے، اسی طرح سادہ رہتے جیسے پہلے رہتے تھے۔ پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر اور جو کچھ کھانے پینے کو ملا اُس پر قناعت کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ غرور اور تکبّر کا تو حضورؐ میں شائبہ تک نہ تھا۔

آپ کو دشمنوں نے طرح طرح سے ستایا۔ گھر سے بے گھر کر دیا لیکن ثابت قدمی اور استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ دشمنوں نے آپؐ کو ہر قسم کا لالچ دیا کہ آپ خدا سے پھر جائیں لیکن آپ نے فرمایا کہ "خدا کی قسم اگر میرے داہنے ہاتھ پر سُورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیا جائے تب بھی میں یہی کہوں گا کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر بچہ آپ کا شیدا اور ہر بڑا آپؐ کا جانثار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ اپنے پرائے سب آپؐ پہ جان چھڑکتے تھے۔ آپؐ ہر کمزور کی مدد فرماتے، کمزور عورت ذات کو آپ نے خاص طور پہ سہارا دیا۔ اور اس کے تمام حقوق دلائے ہمیشہ انصاف فرماتے اور مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بچاتے۔

حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ جانی دشمن کو بھی معاف فرما دیتے تھے۔ فتح مکّہ کے موقع پر آپ کے جانی دشمن آپؐ کے سامنے سہمے ہوئے کھڑے تھے اور موت کے خوف سے کانپ رہے تھے لیکن آپؐ نے اُن تمام دُنیائے اسلام کے دشمنوں کو بالکل معاف فرما دیا۔ حالانکہ انہوں نے آپ کو متواتر تیرہ سال تک ہر طرح سے تکالیف دیں اور آپؐ کو اپنا گھر تک چھوڑنا پڑا لیکن آپ نے ان سے کہا کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔ تم سے کوئی باز پُرس نہیں کی جائے گی۔ اللہ! اللہ!! کیا شان تھی ہمارے پیارے رسولؐ کی۔ دُنیا میں ایسی نظیر نہیں مل سکتی کہ ایک شخص کو لوگ تیرہ سال تک تنگ کرتے رہیں، ہر طرح کی تکالیف دیں، گھر سے نکل جانے پہ مجبور کر دیں، لیکن اس کے باوجود وہ شخص انہیں بالکل معاف کر دے۔

حضورؐ نے دُنیا کے تمام ضروری کاروبار کئے۔ شادیاں کیں، اولاد ہوئی، غربت دیکھی، تجارت کی، مخالفتوں کا مقابلہ کیا، حکومت کی، مگر ہر حال میں اللہ تعالےٰ کو یاد رکھا۔ دن کو روزے رکھے، نمازیں پڑھیں اور رات کو یادِ خدا میں بسر کیا۔

سچ تو یہ ہے کہ سیرت ہو تو حضورؐ جیسی جو تمام دُنیا کے لئے مشعلِ راہ ہے آپؐ جو کچھ کہتے اس پر عمل کر کے دکھاتے۔ جنگوں میں مسلمانوں کو لڑنے کی تلقین کرتے تو خود بھی مسلمانوں کے دوش بدوش جنگ میں لڑتے۔ ایفائے عہد کا حکم فرماتے تو خود بھی وعدہ پُورا کر کے دکھاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ آپؐ اس کا انتظار کریں گے، وہ شخص گھر جا کر اپنا وعدہ بھول گیا لیکن آپؐ نے اپنا وعدہ نہ توڑا اور پُورے تین دن تک اس کا انتظار کرتے رہے۔ جب اس شخص کو اپنا وعدہ یاد آیا تو واپس اسی جگہ آیا دیکھا کہ رسولِ خداؐ اسی جگہ اس کے منتظر تھے۔ آپؐ نے اسے صرف اتنا کہا کہ تم نے مجھے تکلیف دی۔ مطلب کہنے کا یہ ہے کہ آپؐ جو بات کہتے خود اس پر عمل کر کے بھی دکھاتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض آپؐ کی زندگی سے امیر غریب، چھوٹا بڑا، حاکم محکوم، دوست دشمن، تاجر مزدور، قاضی مفتی، سپہ سالار اور سپاہی ہر کوئی سبق حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ تمام کام کئے اور ان تمام منزلوں سے گزرے۔

حضورؐ کا اُسوہ حسنہ ہی ہماری کامیابی کا ذریعہ ہے اور ہم آپؐ کے نقشِ قدم پر چل کر ہی دُنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔ جس طرح ایک پائلٹ نقشے پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بھٹک سکتا ہے بالکل اسیطرح ہم بھی حضورؐ کی سیرت پر عمل نہ کر کے گمراہ ہو سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ سیرت النبیؐ ہر طرح سے کامل اور مکمل ترین سیرت ہے اور اس سے تمام دُنیا سبق حاصل کر سکتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم سیرت النبیؐ کا مطالعہ کریں اور اس پر عمل کریں تاکہ ہم سیدھی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورؐ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والدین کی خدمت

پیارے بچّو! والدین کا وجود انسان کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔ اگر دُنیا کی کوئی اَور چیز ہم سے کھو جائے تو اسے کسی نہ کسی طرح دوبارہ حاصل کر لینا ممکن ہے لیکن والد یا والدہ کے وجود سے ایک دفعہ محروم ہو جانے کے بعد ہم اُسے کسی قیمت پر بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

ذرا آپ اندازہ کریں ماں بچّے کو کتنی محبّت سے اپنی گود میں پالتی ہے۔ راتوں کو اس کے لئے جاگتی ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کا بچّہ بیمار ہو جائے تو بےچاری کی جان پر بن آتی ہے۔ ڈاکٹروں کے پاس اسے لئے لئے پھرتی ہے۔ جبتک بچّہ صحتیاب نہ ہو جائے اُسے کل نہیں پڑتی۔ وہ بچّے کی خوشی سے خوش اور اس کی تکلیف سے غمگین ہوتی ہے۔

اسی طرح باپ بھی اپنے بچّوں کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا۔ دن بھر مزدوری کرتا ہے اور جو کچھ اسے ملتا ہے اپنے بچّوں کی خوراک اور پوشاک کی نظر کر دیتا ہے۔ غرض ماں اور باپ اپنے ذاتی آرام و آسائش کی پرواہ کئے بغیر اپنی اولاد کی تمام سہولتوں اور آسائشوں کا خیال رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ "اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آؤ اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کے سامنے اُف نہ کہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کرو اور نہ انہیں جھڑکو۔"

سورہ لقمان میں خدا تعالیٰ نے انسانوں کو جہاں اپنا شکر ادا کرنے کی تاکید کی ہے وہاں والدین کا شکر گزار رہنے کی تلقین بھی فرمائی ہے اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہنے کی ہدایت کی ہے۔

رسولِ خدا کی یہ حدیث بہت مشہور ہے کہ "جنّت ماں کے قدموں میں ہے"

نیز یہ کہ رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کو خوش رکھتا ہے۔ خدا بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور جو انہیں ناراض کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اُسی سے ناراض ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ سے پوچھا "مَیں سب سے زیادہ کس کی خدمت کروں؟ آپؐ نے جواب دیا "اپنی ماں کی"۔ صحابی نے دوبارہ دریافت کیا "پھر کس کی؟" آپؐ نے فرمایا "اپنی ماں کی"۔ تیسری بار بھی آپؐ نے یہی جواب دیا۔ صحابی نے پھر یہی سوال دُہرایا تو آپؐ نے فرمایا "اپنے باپ اور دوسرے رشتہ داروں کی"۔

پس ہمارا یہ انسانی، اخلاقی اور دینی فرض ہے کہ اپنے والدین کی دل و جان سے خدمت کریں۔ اُن کا ہر حکم خوش دلی سے بجا لائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

جو خدمت نہ کی تُو نے ماں باپ کی
تو پھر زندگی ہے تیری پاپ کی

(محمد حمید الحق۔ گنج مغلپورہ لاہور)

انتقام

ہماری بڑی باجی ہم سے ہر وقت ناراض رہتی ہیں۔ جب دیکھو ہم سے کام کرایا کرتی ہیں۔ ذرا کچھ کہو تو مار کھلائے بغیر چین نہیں لیتیں۔ ہم ان سے کچھ نہیں کہتے۔ ذرا کچھ کہا اور سر پر آفت آپڑی۔

ایک دفعہ ہماری باجی جان نے ہمیں سودا لینے کے لئے بازار بھیجا۔ دکان پر کافی بھیڑ ہو رہی تھی تو ہمیں دیر ہو گئی۔ بس صاحب جیسے ہی گھر پہنچے ہماری باجی نے ہمیں آڑے ہاتھوں لیا۔ پھر امّی جان سے صلواتیں سنوائیں اور ابّا جان سے بھی ڈانٹ پڑوائی تو ہماری غیرت نے ہمیں للکارا اور ہم نے باجی سے بدلہ لینے کی ٹھانی۔ انہی دنوں ہماری خالہ کا لڑکا رحمٰن ہمارے گھر آیا ہوا تھا۔ ہم نے بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ باجی جان چونکہ بھوت و جن کے نام سے ڈرتی تھیں اس لئے ہم نے سوچا ان کو جن بن کر ڈرایا جائے۔

رات ہوئی ہماری باجی جان برابر والے کمرے میں سوئی ہوئی تھیں۔ آج ہم بہت خوش تھے۔ ہم بڑی دیر تک جاگتے رہے۔ جب گھنٹہ نے رات کے بارہ بجائے ہم نے سوچا کہ اب کھیل شروع ہو جانا چاہیئے۔ پس ہم نے رحمٰن سے کہا چلو کھیل شروع کرو۔ میں نے اپنا چہرہ کالا کیا۔ اپنے اُوپر کالا کمبل ڈالا اور رحمٰن پر بیٹھ کر ہم باجی کے کمرے کی طرف چلے۔ وہاں جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ باجی نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ کوئی نہیں۔ وہ پتہ نہیں کیا سوچ کر دروازہ بند کئے بغیر سو گئیں۔ ہم کو بڑا اچھا موقع ملا۔ بس ہم چُپ چاپ باجی کے کمرے میں چلے گئے اور اندر جا کر طرح طرح کی آوازیں نکالنے لگے یہاں تک کہ باجی جاگ اُٹھیں اور ان کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ ڈر کے مارے ان کا بُرا حال تھا۔ ہم ان کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے باجی کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ ہم بولے "او لڑکی تُو اپنے بھائی کو کیوں ستاتی ہے۔ اپنے بڑا ہونے پر ناز کرتی ہے۔ اگر اسنے کچھ کہہ دیا تو تیری کیا عزّت رہے گی"۔ باجی بولی "معاف کر یا جن، حضرت جن معاف کرو" ہم نے کہا آئندہ کبھی اسے نہ ستانا ورنہ دیکھو ہماری طاقت۔ ہم نے چھوٹی میز کی طرف اشارہ کیا اور میز اپنی جگہ سے سرکنے لگی۔ یہ دیکھ کر باجی چیخ مار کر بے ہوش ہو گئیں اور ہم نے کمرے میں آ کر دَم لیا۔ ہمارے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ مُنہ ہاتھ دیکھ کر لیٹ گئے۔ دوسرے کمرے میں جہاں امّی بیٹھی رو رہی تھیں ابّا جان باجی کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے باجی ہوش میں آ گئی مگر یا حضرتِ جن معاف کر دو کہہ کر دوبارہ بے ہوش ہو گئیں۔

صبح اُٹھ کر ہم نے باجی کا بہت مذاق اُڑایا مگر بے چاری باجی کچھ نہ بولی چُپ رہی، ورنہ وہ چُپ رہنے والی تھی پھر ہاتھ چلانا شروع کر دیتی۔ مگر بُرا ہو رحمان کا جاتے جاتے سب کچھ باجی کو بتا گیا۔ بس پھر جو مار پٹی کیا بتاؤں۔ (خورشید قیوم علی۔ حیدرآباد سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بل میں کیا تھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اسکول میں آدھی چھٹی کے وقت ہی ساری چھٹی ہو گئی تھی۔ تمام طلباء اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے لیکن میں اپنے ہم جماعت تین دوستوں خالد نصیر اور محمد علی کے ساتھ اسکول کے برآمدے میں جا کر بیٹھ گیا اور یہ مشورہ کرنے لگے کہ آج اس شاندار موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔ میں نے سوچا کہ فائدہ تو یہی ہے کہ آج سیر کریں۔ میں نے اپنی یہ تجویز اپنے دوستوں کو بتائی تو سب نے میری ہاں میں ہاں ملائی۔ خیر پروگرام یہ بنا کہ آج سیر کی جائے گی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ کس جگہ کی سیر کریں۔ آخر ہمارا یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا اور ہم نے سیر کرنے کے لئے نہر کی پٹڑی پسند کی۔ پروگرام کی تفصیلات یہ طے ہوئیں کہ دس بجے یہاں سے روانہ ہوں گے اور ساڑھے دس بجے ہم جہاں بھی ہوں گے وہیں سے واپس آجائیں گے یہ پروگرام بنانے کے بعد ہم نے چلنا شروع کر دیا۔ ہم مزے سے گپیں ہانکتے جا رہے تھے کہ میری نظر ایک سفید پتھر پر پڑی جو غالباً زمین میں گڑھا ہوا تھا اور اس کے اُوپر لکھا ہوا تھا "کبری موری ۴ میل" گویا ہم نے دو میل فاصلہ طے کر لیا تھا۔ اب ہم نے سوچا کہ اب کچھ دیر آرام کریں پھر آگے چلیں گے یہ سوچ کر ہم شیشم کے ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ کوئی دس منٹ بعد گھڑی پر نظر پڑی تو گھڑی دس بج کر چالیس منٹ بجا رہی تھی۔ ہم فوراً چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہم نے سوچا کہ تھوڑا سا دوڑیں۔ یہ سوچ کر ہم نے دوڑنا شروع کر دیا۔ ہمارے پاؤں کی آہٹ سُن کر قریبی گاؤں کے کُتے ہمارے استقبال کے لئے نہر کے کنارے آ کھڑے ہوئے اور بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے ان کے جواب میں ان کے سر پر پتھر دے مارے جس سے وہ ہم سے ناراض ہو کر واپس چلے گئے اور ہم ان سے ناراض ہو کر آگے چل پڑے۔ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ ایک درخت کے اُوپر ہم نے ایک بِل کے پاس چند طوطوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ہم نے سوچا کہ اِس بِل میں ضرور طوطوں کے بچے ہونگے یہ سوچ کر جناب میں نے اُوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ جب بالکل بِل کے قریب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلا گیا تو میں نے ایک پتھر بل میں پھینکا پتھر کا بل میں گرنا تھا کہ شہد کی مکھیوں نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ میں نے وہیں سے نیچے چھلانگ لگا دی اور بال بال بچ گیا اور مکھیاں پھر شکست خوردہ ہو کر واپس بل میں چلی گئیں۔

تو عزیز تشحیذی بھائیو یہ تھا پرندوں کو ستانے کا نتیجہ۔ کیونکہ اگر بل میں طوطوں کے بچے ہوتے تو میں انہیں پکڑ کر گھر لے آتا اور ان کے والدین ان کے غم سے مر جاتے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ پرندوں کو ستایا نہ کریں۔

اطفال کے سالانہ مرکزی امتحانات

قائدین مجالس، ناظمین اور مربیانِ اطفال مطلع رہیں کہ امسال اطفال کے سالانہ مرکزی امتحانات ۲۵۔ احسان (جون) بروز جمعہ منعقد ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ تمام اطفال کو اس کے مطابق پوری طرح امتحان کی تیاری کروائی جائے۔

محمد اسلم صابر

مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ

برنانف

زخم پھوڑے پھنسی اور دوسری جلدی تکالیف اور کیڑوں کے کاٹے اور جلے ہوئے کیلئے برنانف مانا ہوا

بے نظیر مرہم ہے

برنانف درد کو دور کرتا ہے اور متاثرہ حصوں کو جراثیم سے محفوظ رکھتا ہے اور مواد کو جذب کر کے زخم کو بھرنے میں مدد دیتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔

تیار کردہ

اوپل کیمیکل انڈسٹریز گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطفال الاحمدیہ کی خبریں

رپورٹ سالانہ تقریب مجلس اطفال الاحمدیہ لائلپور

مورخہ ۵ مارچ ۱۹۷۱ء کو بعد نماز جمعہ مجلس اطفال الاحمدیہ لائل پور کی سالانہ تقریب عمل میں آئی۔ تلاوت عہد اور نظم کے بعد مہتمم صاحب اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے اطفال کو عملی جدوجہد کی طرف توجہ دلائی۔ نیز مہتمم صاحب نے مجلس لائلپور کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر موجود تمام مدعوئین کو چائے پیش کی گئی۔ چائے کی فراغت کے فوراً بعد تمام اطفال نمائندگانِ مرکزیہ اور صدر مجلس کی تقاریر سننے کے لئے مسجد کے بالائی حصہ میں تشریف لے گئے۔ صدر صاحب مرکزیہ نے اپنے اختتامی خطاب سے پہلے دورانِ سال کام کرنیوالے مستعد اطفال کو انعامات سے نوازا۔ بعد تقسیم انعامات صدر صاحب نے خدام و اطفال سے خطاب فرمایا۔ بعد دعا اجلاس سالانہ تقریب برخاست ہوا۔ اجلاس کے فوراً بعد اطفال کو صدر صاحب سے مصافحہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انعامات حاصل کرنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

پابندی نماز:۔

ذکاء اللہ	حلقہ مسجد فضل	اوّل	
شہزاد احمد	حلقہ طارق آباد	دوم	
نعیم احمد	حلقہ جھال	سوم	
جمیل احمد	حلقہ زرعی یونیورسٹی	سوم	

حسنِ کارکردگی:۔

نعیم احمد	حلقہ جھال	اوّل
نعیم احمد	کینال کالونی	دوم
ظفر اقبال	حلقہ جناح کالونی	سوم
ساجد محمود	حلقہ مائی دی جھگی	سوم

(ناظم اطفال الاحمدیہ لائل پور شہر)

جلسہ یوم والدین

شعبہ اطفال مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روڈ کے زیرِ اہتمام مورخہ ۲۳۔ امان ۱۳۵۰ ہش بمطابق ۲۳۔ مارچ ۱۹۷۱ء بروز منگل صبح ۹½ بجے احمدیہ مسجد مبارک ڈرگ روڈ میں جلسہ یوم والدین منعقد کیا گیا جس کی صدارت محترم مبشر احمد صاحب باجوہ قائد مجلس نے کی۔ اجلاس میں ۹ انصار، ۲۴ خدام، ۳۳ اطفال، ۲۱ لجنات شامل ہوئے مولانا سلطان محمود صاحب انور مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی شرکت کی۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کہ عزیزم سیّد منیر احمد نے کی۔ جس کے بعد عزیزم مبارک احمد نذیر نے کلامِ محمود سے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائی۔ بعدازاں مکرم محمد صدیق صاحب مربی اطفال نے تقریر کی۔ آپ نے والدین کو مجلس سے تعاون کی اہمیّت واضح کی۔ اس کے بعد محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور مربّی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے نہایت آسان اور سادہ طریق سے حاضرین کے سامنے تصویر کے دونوں رُخ واضح کئے۔ یعنی والدین کو اِس طرف توجہ دلائی کہ اولاد کی تربیت کیوں ضروری ہے اور کس طریق سے ہونی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم سب قومی سطح پر سوچیں تو اولاد کی تربیت بہت حد تک آسان ہو جائے گی۔ کیونکہ اس صورت میں ہر شخص ہر بچے کو اپنا بچّہ سمجھے گا اور اس کی تربیت کرنی اپنا فرض سمجھے گا۔ اسی طرح آپ نے بچّوں کو بھی والدین کی اطاعت کی طرف توجہ دلائی۔

بعدازاں عزیزم سلیم احمد نے کلامِ محمود سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائے۔ نظم کے بعد مکرم سیّد محمد امین شاہ صاحب، مکرم محمود عبداللہ خاں صاحب مکرم عبدالغنی صاحب، مکرم چوہدری رفاقت اللہ صاحب اور مکرم وسیم احمد صاحب ناصر نے اپنے تأثرات اور مجلس کے پروگرام کے سلسلہ میں چند مفید مشورے دیئے۔

آخر میں مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ قائد مجلس نے محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے والدین اور اطفال دونوں کو اپنی اپنی ذمّہ داریاں پوری کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے عہدہ داران کو اِس رنگ میں کام کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ ان کا ہر پروگرام جامع ہو اور اسے کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے۔

اجلاس ختم ہونے سے قبل حاضرین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ نیز والدین میں "تربیتِ اولاد" کے موضوع پر محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لائل پور کی تقریر کا کتابچہ تقسیم کیا گیا۔ نیز عمدہ کارکردگی پر عزیم سید ارشاد حسین کو محترم قائد صاحب مجلس کی طرف سے دُو روپے بطور انعام دئے گئے۔ آخر میں محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے دعا کروائی اور اجلاس ختم ہُوا۔

(ناظم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ)

مجلس اطفال الاحمدیہ شیخوپورہ کی
تقریب تقسیم انعامات

مورخہ ۱۴۔ فروری ۱۹۷۱ء کو بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ شیخوپورہ میں مجلس اطفال الاحمدیہ شیخوپورہ شہر کا تلاوت اور نظم کا مقابلہ زیر صدارت چوہدری محمد عبدالسمیع صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ شہر و ضلع شیخوپورہ منعقد ہُوا جس میں ۲۲ اطفال اور دوسرے ۱۰ دوسرے احباب شریک ہوئے۔

تلاوت کے مقابلہ میں ۱۵ اطفال نے حصّہ لیا اور مندرجہ ذیل اطفال اوّل، دوم اور سوم قرار پائے:۔

وسیم احمد بشیر	اوّل
طارق محمود	دوم
محمد اکرم	سوم

پھر نظم کا مقابلہ ہُوا جس میں ۱۸ اطفال نے حصّہ لیا اور طارق محمود اوّل، وسیم احمد بشیر دوم اور تنویر سوم قرار پائے۔ منصف کے فرائض شیخ عبدالواحد صاحب مربّی سلسلہ اور خواجہ محمد اکرم صاحب نمائندہ وقف عارضی نے سرانجام دئے۔

آخر میں خواجہ صاحب نے اطفال سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اطفال ہمیشہ سچ بولا کریں اور اپنے نمونہ سے لوگوں کو متاثر کریں۔ اس کے بعد مربی صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اطفال کو نمازوں کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے اور روزانہ تلاوت قرآن مجید کرنی چاہیئے اور اپنے اردگرد کے ماحول کو ضرور پاک رکھنا چاہیئے۔

آخر میں قائد صاحب نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے بچّوں کو بھیج کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ بعد میں بچّوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مربی صاحب نے دعا کرائی اور یہ اجلاس جو تقسیم انعامات تھا بخیر و خوبی اختتام پذیر ہُوا۔ یہ جلسہ تقریباً ۲ گھنٹے جاری رہا۔ (سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیّد علیم احمد شاہ۔ کنری۔ سندھ)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک فقیر ایک گلی میں سے بھیک مانگتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کو بھوک لگی تو وہ ایک مکان کے دروازے پر بیٹھ گیا اور جھولی میں سے روٹی نکال کر کھانے لگا۔ اچانک اس کی نگاہ ایک کُتّے پر پڑی جو اس گلی کے ایک کنارے پر بیٹھا ہوا تھا فقیر کو شرارت سُوجھی۔ اس نے کُتّے کو آواز دی اور روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لے کر کُتّے کو دکھایا۔ جب کُتّے نے روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو وہ دوڑا دوڑا فقیر کے پاس آیا تاکہ روٹی کا ٹکڑا لے کر کھائے۔ لیکن فقیر نے کُتّے کو روٹی کا ٹکڑا دینے کی بجائے اپنی لاٹھی اُٹھا کر اس کے سر پر زور سے مار دی کُتّا بےچارہ درد سے چلّانے لگا اور بھونکتا ہوا بھاگا۔ اتفاق کی بات ہے اس گلی میں سارا واقعہ ایک آدمی کھڑکی میں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے فقیر کو سبق سکھانے کے لئے ایک ترکیب سوچی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر آیا اور اس نے فقیر کو ایک روپے کا نوٹ پیش کیا۔ فقیر نے جلدی سے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ وہ نوٹ لے لیکن اس آدمی نے نوٹ چھپا لیا اور اپنے پیچھے چھپا ہوا ڈنڈا نکال کر فقیر کے ہاتھ پر زور سے مارا۔ فقیر درد کی شدّت سے رو پڑا اور اس آدمی سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں مارا جبکہ میں نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔ اس نے فقیر کو جواب دیا کہ جیسے تم نے بلاوجہ ابھی کُتّے کو مارا تھا اسی طرح میں نے تجھے بےقصور مارا ہے تاکہ تجھے معلوم ہو کہ بُرائی کا انجام ہمیشہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سالانہ مرکزی امتحانات اطفال الاحمدیہ

منعقدہ ۱۳۴۹ ہش / ۱۹۷۰ء

میں پوزیشن لینے والے اطفال

سال ۱۳۴۹ ہش (۱۹۷۰ء) میں منعقد ہونے والے سالانہ مرکزی امتحانات میں جن اطفال نے امتیازی پوزیشن حاصل کی ہے ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ نمایاں کامیابی مبارک کرے۔ آمین۔

● ستارہ اطفال :-

اوّل عزیز صغیر الدین صاحب ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ۹۸/۱۰۰

دوم ، مختار احمد صاحب صدیق ، ، ۹۶

سوم ، محمد غضنفر صاحب چٹھہ چک ۵۴۳ E.B ملتان ۹۳

● ہلال اطفال :-

اوّل عزیز بشارت احمد صاحب جھنگ صدر ۹۶/۱۰۰

دوم ، افتخار احمد صاحب فیروز والا (گوجرانوالہ) ۹۵

سوم ، حمید احمد صاحب لویری والا (گوجرانوالہ) ۹۴

● قمر اطفال :-

اوّل عزیز مبشر احمد صاحب سنجر چانگ ضلع حیدرآباد ۹۷/۱۰۰

دوم ، فہیم احمد صاحب ملتان ۹۱

سوم ، محمد اکمل صاحب، جھنگ صدر ۹۰

● بدر اطفال :-

اوّل عزیز طارق احمد صاحب بٹ لیاقت آباد کراچی ۹۴/۱۰۰

دوم عزیز جاوید انور صاحب چٹھہ موہلنکے (گوجرانوالہ) ۹۳/۱۰۰

سوم ، عبدالواسع صاحب۔ رحمان پورہ لاہور ۸۹

(مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خوشخبری

تشحیذی بچے اِس بات سے خوش ہونگے کہ ادارہ تشحیذ الاذہان نے رسالہ تشحیذ الاذہان کے دو نئے خریدار بنانے والے کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ مغربی افریقہ کے حالات، واقعات اور تصاویر سے مزیّن رسالہ خالد کا افریقہ نمبر مُفت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ آج ہی کوشش کرکے اس کو حاصل کرنے کی سعی فرمائیں۔

(منیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان)

Monthly Tashheez-ul-Azhan Rabwah

Editor :
Muhammad Shafiq Qaiser

Hijrat 1350

Regd. No. L 7128

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بچّوں اور بچیّوں کا دِل پسند ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

یہ رسالہ ابتداءً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سنہ ۱۹۰۶ء میں جاری فرمایا تھا۔ اور اب یہ مجلسِ خدّام الاحمدیّہ مرکزیہ کے زیرِ نگرانی احمدی بچّوں اور بچیّوں کیلئے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور دن بدن مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔

تشحیذ الاذہان میں آپ کیا پائینگے ؟

◉ قرآن پاک اور احادیث میں سے پیارے پیارے پرحکمت کلمات ◉ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے رُوح پرور ملفوظات ◉ بزرگوں اور دیگر بڑی شخصیتوں کے زرّیں اقوال ◉ اسلام اور احمدیّت سے واقفیّت پیدا کرنے والے عُمدہ مضامین ◉ اچھی اچھی دِلوں کو لبھانے والی نظمیں ◉ بلند اخلاق پیدا کرنے والے مفید مضامین ◉ نصیحت آموز دلچسپ کہانیاں اور تاریخی واقعات ◉ مفید و دلچسپ علمی و سائنسی معلومات ◉ دماغی ورزشیں اور بے اختیار ہنسا دینے والے لطائف ——————

اور ان سب کے علاوہ دیگر بہت سے مفید اور بے حد دلچسپ کالم ؛

سال بھر کے رسالوں کی کل قیمت صرف پانچ روپے

جُملہ خط و کتابت بنام

مینجر رسالہ "تشحیذ الاذہان" - ربوہ ؛

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah